Postal Reg. No: PB/1023/2000

1504.
Mr. Er. M. Salam,
Depty.Chief (Engg.)
R.E.C.Project Office,
MYTHE ESTATE; UPPER KAITHU
SHIMLA - 171 003 (H.P.)

بسم اللّٰہ الرّحمٰن الرّحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

جلد 49 وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ شمارہ 18

ہفت روزہ بدر قادیان

The Weekly BADR Qadian

ایڈیٹر: منیر احمد خادم

نائبین: قریشی محمد فضل اللہ، منصور احمد

شرح چندہ: سالانہ 200 روپے۔ بیرونی ممالک بذریعہ ہوائی ڈاک 20 پونڈ یا 40 ڈالر امریکن۔ بذریعہ بحری ڈاک 10 پونڈ

28/ محرم 1421 ہجری 4 ہجرت 1379 ہش 4/ مئی 2000ء

لندن۔ 29/اپریل 2000 (ایم ٹی اے انٹرنیشنل) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیر وعافیت ہیں۔ الحمدللہ۔

حضور نے کل مسجد فضل میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا اور احباب کو دعاؤں کی اہمیت پر توجہ دلاتے ہوئے بکثرت دعائیں کرنے کی تحریک فرمائی۔

پیارے آقا کی صحت و سلامتی درازیٔ عمر مقاصد عالیہ میں فائز المرامی اور خصوصی حفاظت کیلئے احباب کرام دعائیں جاری رکھیں۔ اللھم اید امامنا بروح القدس وبارك لنا في عمره وامره۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اوڑھنا بچھونا دعائیں ہی تھیں

دن رات اتنی دعائیں آپ نے کی ہیں کہ آدمی حیران رہ جاتا ہے کہ سوائے دعا کے زندگی بھر کوئی شغف نہیں رہا

اور انہی دعاؤں کے معجزے تھے جو سارے عرب نے دیکھے

(خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۲۸/اپریل ۲۰۰۰ مسجد فضل لندن)

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے سورۃ المومن کی درج ذیل آیت کی تلاوت فرمائی۔

هُوَ الْحَيُّ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ (سورۃ المومن آیت ٦٦)

ترجمہ:۔ وہی زندہ ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں پس اسی کیلئے دین کو خالص کرتے ہوئے اسے پکارو کامل تعریف اللہ ہی کیلئے ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

ترجمہ کے بعد حضور پرنور نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں کا ذکر چل رہا تھا اور ابھی یہ ذکر جاری ہے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تو اوڑھنا بچھونا دعائیں تھیں دن رات اٹھتے بیٹھتے صبح شام اتنی دعائیں آپ نے کی ہیں کہ آدمی حیران رہ جاتا ہے کہ سوائے دعا کے زندگی بھر کوئی شغف ہی نہیں تھا اور شغف تھے بھی تو دعاؤں کی برکت سے وہ شغف پورے ہوا کرتے تھے۔ لڑائیاں بھی کیں بڑی بڑی مجلسوں میں بڑے بڑے مضامین بھی بیان فرمائے نصائح بھی کیں مگر ان سب کے پس پشت آپ کی دعائیں کھڑی تھیں۔ اور انہیں دعاؤں کے معجزے تھے جو سارے عرب نے دیکھے۔ حضور پرنور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا اب میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض دعائیں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔

باقی صفحہ (12) پر ملاحظہ فرمائیں

رمضان المبارک 1999ء۔2000 میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کے درس القرآن کا خلاصہ

درس القرآن مورخہ 14-15 دسمبر 99ء قسط تیسری

وجود مبارک حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم میں کئی نور جمع تھے سو ان نوروں پر ایک اور نور آسمانی جو وحی الٰہی ہے وارد ہو گیا اور اس نور کے وارد ہونے سے وجود باجود خاتم الانبیاء کا مجمع الانوار بن گیا

۱۴/دسمبر ۱۹۹۹ بروز منگل

آیت نمبر ۱۰۔ "وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا .... اَجْرٌ عَظِيْمٌ": حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے خدا تعالیٰ کے اس وعدہ کے متعلق جو اس نے مومنین سے فرمایا ہے جو نیک اعمال بجالاتے ہیں، مختلف احادیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم پیش فرمائیں۔ جن میں پہلی حضرت ابوذرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے میرے بندو! تم میں سے ہر کوئی گنہگار ہے سوائے اس کے جسے میں بچائے رکھوں۔ پس مجھ سے مغفرت مانگو۔ میں تمہیں بخش دوں گا۔ تم میں سے جو یہ جانتا ہو کہ میں بخشش پر قدرت رکھتا ہوں اور اس نے مجھ سے میری قدرت کا واسطہ دے کر مغفرت طلب کی، میں اسے بخش دوں گا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ فرماتے ہیں "چونکہ پھر بھی انسان کمزور ہے اس لئے فرمایا کہ جن مومنوں کے اعمال صالحہ زیادہ ہوں ان کے لئے مغفرت ہے"۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے تفسیر میں زائد مضمون پیدا فرمایا ہے کہ اگر اعمال صالحہ کا پلڑا بھاری نہیں بھی ہو گا تب بھی خدا تعالیٰ مغفرت فرما سکتا ہے کیونکہ وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ چنانچہ آپؑ فرماتے ہیں "پس ان تمام آیتوں سے ظاہر ہے کہ جیسے خدا انسان کا اس طور سے مالک ہے کہ اگر چاہے تو اس کے گناہ پر اس کو سزا دے گا۔ ایسا ہی اس طور سے بھی اس کا مالک ہے کہ اگر چاہے تو اس کا گناہ بخش دے کیونکہ ملکیت تبھی متحقق ہوتی ہے کہ جب مالک دونوں پہلوؤں پر قادر ہو"۔

آیت نمبر ۱۱۔ "وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ": اس آیت کے بارہ میں فرمایا کے یہاں ایسے لوگوں کا ذکر ہے جو بے شمار نشانات دیکھتے رہتے ہیں لیکن پھر بھی جھٹلاتے رہتے ہیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کفار کا یہی مطالبہ ہوتا تھا کہ کوئی ایک نشان تو صداقت کا دکھاؤ۔ حالانکہ بے انتہا نشانات آئے دن ظاہر ہو رہے تھے لیکن وہ سب کو جھٹلا دیتے تھے۔

آیت نمبر ۱۲: "يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ .... الْمُؤْمِنُوْنَ"۔ فرمایا ھَمَّ کے معنی اس ارادہ کے ہیں جو ابھی دل ہی میں ہو۔ اس ضمن میں حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ احسان کرنے والا ہے اور اس کی بخشش بھی بے پناہ ہے اس لئے وہ ارادے جو دل میں ہوں لیکن ان پر عمل نہ کیا جائے تو ان کی سزا خدا تعالیٰ نہیں دے گا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ اس آیت کے بارہ میں فرماتے ہیں کہ "حدیبیہ میں بھی ایسا معاملہ ہوا کہ دشمن کی ضرر رسانی سے مسلمانوں کو بچا لیا۔ تبوک کے راستے میں بھی یہ فضل ہوا۔ مدینہ طیبہ میں بھی جب یہود نے چکی کا پاٹ گرانا چاہا تو آپؐ محفوظ رہے۔ اسی طرح ہر زمانہ میں خدا کے برگزیدوں اور ان کی جماعت کو مشکلات پیش آتی ہیں تو وہ دشمنوں سے بچائے جاتے ہیں"۔

ایک مفید نئی ایجاد: حضور انور ایدہ اللہ نے یہاں ذکر فرمایا کہ حال ہی میں سائنس دانوں نے ایک آنکھ بھی ایجاد کی ہے جس پر ابھی تجربات کئے جا رہے ہیں۔ اس کے بارہ میں کہا جاتا ہے کہ اندھوں کے لئے اور جن کی آنکھ ضائع بھی ہو گئی ہو ان کے لئے بھی یہ فائدہ مند ہو گی۔ یہ میں درس میں اس لئے بتا رہا ہوں تا کہ احمدی ڈاکٹرز نظر رکھیں۔ جب یہ ایجاد ظاہر ہو جائے تو بہتوں کو فائدہ ہو سکتا ہے۔

آیت نمبر ۱۳: "وَلَقَدْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآئِيْلَ .... ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ"۔ علامہ فخر الدین رازی لکھتے ہیں کہ کلام اِنِّيْ مَعَكُمْ پر مکمل ہو گیا ہے جس کا

باقی اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

بقیہ:درس القرآن از صفحہ اول

مطلب یہ ہے کہ میں اپنے علم اور اپنی قدرت کے ساتھ تمہارے ساتھ ہوں۔ تمہارا کلام سنتا ہوں اور تمہارے کام دیکھتا ہوں۔ اور تمہارے دلوں کے خیالات بھی جانتا ہوں اور تمہیں جزا سزا دینے کی پوری قدرت رکھتا ہوں۔ اس مقدمہ کلیہ کو بیان کرنے کے بعد جملہ شرطیہ رکھا ہے جس میں شرط پانچ امور سے مرکب ہے یعنی لَئِنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ وَاٰتَيْتُمُ الزَّكٰوةَ وَ اٰمَنْتُمْ بِرُسُلِیْ وَ عَزَّرْتُمُوْهُمْ وَ اَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا اور اس کے بعد جواب شرط دو حصوں میں ہے۔ ایک لَاُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ ہے جس میں سزا کے ازالہ کی طرف اشارہ ہے اور دوسرا حصہ وَلَاُدْخِلَنَّكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ہے جس میں ایصال ثواب کی طرف اشارہ ہے۔

اسی طرح علامہ فخر الدین رازیؒ لکھتے ہیں کہ ایمان بالرسل کو اقامۃ صلوٰۃ اور ایتاء زکوٰۃ سے مؤخر اس لئے رکھا ہے کہ یہود اس بات کا اقرار کرتے تھے کہ اقامت صلوٰۃ اور ایتاء زکوٰۃ کے بغیر حصول نجات ممکن نہیں مگر اس کے باوجود وہ بعض رسولوں کی تکذیب پر مصر تھے۔ اس لئے ان کے ذکر کے فوراً بعد جمیع رسولوں پر ایمان کا ذکر کر کے انہیں بتایا گیا کہ اس کے بغیر چارہ ہی نہیں۔ اس کے ذریعہ ہی اقامت صلوٰۃ اور ایتاء زکوٰۃ کا مقصود پورا ہوگا ورنہ تمام رسولوں پر ایمان نہ لانے کی صورت میں نماز کا قیام اور زکوٰۃ کی ادائیگی کا حصول نجات کے بارہ میں کوئی بھی اثر ظاہر نہ ہوگا۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ ایسا ممکن ہے جیسے آج کل کے علماء بھی اقامت صلوٰۃ اور ایتاء زکوٰۃ کے تو قائل ہیں لیکن امام وقت کا انہوں نے انکار کر دیا ہے۔ اس لئے یہاں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ انبیاء کو مانو گے تو دوسری عبادات کا بھی فائدہ ہوگا۔

وَ بَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَیْ عَشَرَ نَقِيْبًا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے نوٹس جو بورڈ نے مرتب کئے ہیں ان میں ہے کہ عام لوگ اس سے بارہ سردار مراد لیتے ہیں جو حضرت موسیٰؑ نے لڑائی کے لئے مقرر کئے تھے مگر میرے نزدیک بارہ خاص نبی مراد ہیں جو حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ کے درمیان آئے تھے۔ یہاں ان کے مقابلہ میں بارہ مجدد آئے۔ ان میں اس غرض کے لئے نبی آتے تھے اور وہ سیاست کے لئے مبعوث ہوتے تھے۔ بنی اسرائیل بارہ انبیاء کو خصوصاً عظمت دیتے تھے اور انہیں خاص طور پر مانتے تھے۔ یہودیوں میں Twelve Pprophets کا محاورہ پایا جاتا ہے۔ ان کی تعیین اسماء ابھی تک نہیں ہوئی۔ وہ یونسؑ کو بھی ان میں سے مانتے ہیں مگر میری تحقیق یہ ہے کہ یونسؑ بنی اسرائیل میں سے نہیں تھے۔

حضور نے فرمایا کہ بارہ کے متعلق یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ حضرت مسیح موعودؑ کے آنے سے قبل بھی بارہ مجدد آئے۔ یہ بات بہت اہمیت کی حامل ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد مسیح موعودؑ کے آنے تک صرف بارہ مجدد آئے اور آپ کے بعد اور کوئی مجدد نہیں آیا۔ اسی طرح شیعہ بھی (ان کے نزدیک اولاد طیبہ یعنی حسنؓ، حسینؓ اور علیؓ وغیرہ سے) بارہ ائمہ مانتے ہیں۔

آیت نمبر ۱۴:"فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ ...."۔ حضرت مصلح موعودؓ کے نوٹس مرتبہ بورڈ میں ہے کہ یُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ سے لفظی تحریف مراد نہیں بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اصل مطلب کو بگاڑ دیتے ہیں اور کچھ اور بیان کر دیتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ میں نے جو تحقیق کی تھی اس کے مطابق قطعی ثبوت ملتے ہیں کہ انہوں نے واقعتاً اپنے حوالوں میں تحریف کی ہے اور الفاظ کو بدل دیا ہے۔ جب موقع آئے گا تو انشاء اللہ یہ تحقیق کام آئے گی۔ فرمایا میں اس لئے یہ کہہ رہا ہوں کہ "جب موقع آئے گا" کیونکہ میں نے لڑکیوں کے سپرد بائبل کی کمنٹری کا کام کیا ہوا ہے تاکہ بائبل پر سب سے پہلے کمنٹری وہ لکھیں۔ پہلے تو ان کے ساتھ ملاقات ہوتی رہی اب ان کو میں نے تفصیل سے بتا دیا ہوا ہے اور وہ سمجھ کر سیدھے راستہ پہ چل پڑی ہیں۔ اس پر کام کر رہی ہیں۔ امید ہے انشاء اللہ ۲۰۰۱ء سے قبل یہ کمنٹری شائع کر دی جائے گی۔

آیت نمبر ۱۵:"وَ مِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰٓى ...."۔ علامہ رازی فرماتے ہیں کہ "اس جگہ اللہ تعالیٰ نے وَمِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰٓى فرمایا اور مِنَ النَّصَارٰی نہیں فرمایا کیونکہ انہوں نے اپنا یہ نام خود ہی رکھا تھا۔ اس دعویٰ کی بنا پر کہ وہ اللہ کی مدد کرتے ہیں۔ یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے حضرت عیسیٰؑ سے کہا تھا نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ در حقیقت یہ ایک تعریفی نام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہاں وضاحت کر دی ہے کہ اگرچہ وہ اپنے اس صفت کے پائے جانے کا دعویٰ تو کرتے ہیں مگر حقیقۃً عند اللہ اس صفت سے متصف نہیں ہیں"۔

فَاَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ۔ حضور نے فرمایا کہ یہ بہت واضح ہے کہ خدا تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق عیسائی اقوام باوجود فتوحات کے آپس میں حسد، عداوت اور دشمنی سے دوچار ہیں۔ یورپین ممالک کے بارہ میں بھی واضح طور پر یہ بات سامنے آتی ہے کہ کسی بات پر اتفاق نہیں کر سکتے۔ اسی طرح مسیح کی ذات اور منصب کے بارہ میں بھی آپس میں عیسائیوں کو بہت اختلاف ہے چنانچہ مسلمانوں کے ۷۲ فرقوں کے مقابل پر نصاریٰ کے ۷۰۰ سے زائد فرقے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے نصرانیوں سے پختہ اقرار لیا تھا لیکن انہوں نے اسے بھلا دیا۔ پھر خدا تعالیٰ نے ان میں عداوت اور بیر کو اکسا دیا...... "مسلمانو! تمہارا مالک رزاق اللہ ایک ہے، تمہاری کتاب ایک، تمہارا رسول محمد ﷺ جیسا ایک، عیسائی تین کے بندے ہیں۔ آریہ چار کتابوں کے متبع۔ ان میں اختلاف ہوتا تو ہوتا۔ ہم میں ایسی وحدت کے ہوتے ہوئے اتنا تفرقہ بھی کیوں ہوا؟"۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ "اس آیت سے بھی صاف طور پر ثابت ہے کہ یہودی قیامت کے دن تک رہیں گے کیونکہ اگر وہ پہلے ہی حضرت عیسیٰ پر ایمان لے آئیں گے تو پھر سلسلہ عداوت اور بغض کا قیامت تک کیونکر ممتد ہوگا۔ لہٰذا ماننا پڑا کہ ایسا خیال کہ حضرت مسیح کے نزول کی یہ علامت ہے کہ اہل کتاب اس پر ایمان لے آئیں گے صریح نص قرآن اور حدیث سے مخالف ہے"۔

آیت نمبر ۱۶:"يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا ...."۔ حضور نے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ اُمّی محض تھے لیکن آپ کو بائبل کا پورا علم دیا گیا تھا۔ یہ ایک زبردست معجزہ ہے۔ آپ کو اس کا عبوری علم تھا اس لئے جب کسی معاملہ کے بارہ میں حضورؐ کے سامنے ذکر یہودی کرتے اور آپؐ فرماتے کہ اس طرح نہیں ہے اور اس طرح آپ کی تصدیق صحابہؓ بھی کرتے کہ سائل یہودی نے اس آیت کے اوپر ہاتھ رکھا ہوا ہے اور اسے چھپا رہا ہے۔ آج کل بھی علماء اور ریسرچرز سے اگر کسی امر کے بارہ میں پوچھا جائے تو وہ بھی کہتے ہیں کہ چیک کر کے بتائیں گے لیکن آنحضورؐ کا بائبل کے بارہ میں باوجود اُمّی ہونے کے کلّی طور پر عبور ہونا ایک زبردست معجزہ ہے۔

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں "وجود مبارک حضرت خاتم الانبیاء ﷺ میں کئی نور جمع تھے سو ان نوروں پر ایک اور نورِ آسمانی جو وحی الٰہی ہے، وارد ہو گیا اور اس نور کے وارد ہونے سے وجود باجود خاتم الانبیاء کا مجمع الانوار بن گیا...... اسی جہت سے قرآن شریف میں آنحضرت ﷺ کا نام نور اور سراج منیر رکھا ہے"۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ آنحضورؐ نور تھے۔ قرآن نور تھا۔ جب نور پر نور اترا تو آنحضورؐ کا ہر حصہ جگمگا اٹھا اور نور ہی نور ہو گئے۔

آیت نمبر ۱۷:"يَّهْدِیْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ ...."۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے نور کے مقابل پر اندھیرے کو جمع کے طور پر یعنی ظلمات کو رکھا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ اندھیرے بہت ہوا کرتے ہیں۔ جب نور یعنی اسلام کا مقابلہ ظلمات کے ساتھ ہوتا ہے تو مخالفین نورِ واحد سے نکال کر عوام کو ظلمات کی طرف لے جانا چاہتے ہیں۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے نور کو واحد اور ظلمات کو جمع استعمال فرمایا ہے۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى اس لئے ہمیشہ کوشش ہونی چاہئے کہ ہماری ہر روز پہلے سے بہتر حالت ہو چنانچہ حضرت خلیفہ اولؓ فرماتے ہیں کہ "ہر شخص کو دیکھنا چاہئے کہ اگر وہ روزانہ ظلمت سے نکل کر نور کو نہیں جا رہا تو وہ مومن نہیں"۔

آیت نمبر ۱۸:"لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ...."۔ علامہ ابن جریر طبری وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ کے متعلق تحریر فرماتے ہیں کہ "اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے السَّمٰوٰت کا لفظ جو جمع ہے استعمال کیا ہے لیکن (وَمَا بَيْنَهُمَا) یعنی ان دو کے درمیان کہا ہے اور (وَمَا بَيْنَهُنَّ) جمع کا صیغہ استعمال نہیں کیا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ خدا نے آسمانوں اور زمین کو دو نوع کے طور پر بیان کیا ہے یعنی جو کچھ ان دو قسم کی اشیاء کے درمیان موجودات ہیں"۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو کچھ آسمانوں اور زمین اور ان دونوں کے درمیان ہے یہ صرف قرآن کریم کا کمال ہے کہ وہ ان دونوں کے درمیان پر زور دیتا ہے۔ یہ کسی دوسری مذہبی کتاب نے نہیں کیا۔ اب سائنسدانوں نے ثابت کر دیا ہے کہ درمیان میں کوئی خلا نہیں بلکہ کچھ نہ کچھ بہرحال موجود ہے۔ اور اب تو تحقیق سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ تاریک مادہ جو چھپا ہوا ہے، کی مقدار اس روشن مادہ کی مقدار سے بہت زیادہ ہے جو دکھائی دے رہا ہے۔ تو قرآن کریم نے جو یہ کہا ہے کہ ان دونوں کے درمیان یہ خدا تعالیٰ کی شان ہے کہ یہ اعجاز قرآن کریم کو عطا فرمایا ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ کے نوٹس مرتبہ از بورڈ میں اس آیت کے بارہ میں لکھا ہے کہ "اس آیت سے غیر احمدی یہ استدلال کرتے ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام ابھی فوت نہیں ہوئے کیونکہ اس جگہ اِنْ شرطیہ آیا ہے مگر اس کا جواب یہ ہے کہ اس کے آگے اُمَّهٗ بھی آتا ہے۔ اس صورت میں پھر یہ بھی ماننا پڑے گا کہ ان کی والدہ بھی فوت نہیں ہوئیں، وہ بھی زندہ ثابت ہونگی بلکہ مَنْ فِی الْاَرْضِ یعنی ان کے زمانہ کے تمام لوگ بھی زندہ ثابت ہونگے"۔

درس القرآن ۱۵؍ دسمبر ۱۹۹۹ء (سورۃ المائدہ آیت ۱۹ تا ۲۸)

۱۵؍ دسمبر کو سورۃ المائدہ کا درس جاری رہا:

آیت نمبر ۱۹:"وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ وَالنَّصٰرٰى نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَ اَحِبَّآؤُهٗ ...."۔ اس آیت کے سلسلہ میں حضور انور نے فرمایا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ فرماتے ہیں کہ یہودیوں کے آنحضرتؐ کی رسالت اور وحی پر ایمان نہ ہونے کی وجہ اُن کا تکبر علم تھا۔ "صحف انبیاء اور صحف ابراہیمؑ و موسیٰؑ ہمارے پاس ہیں۔ ہم خدا تعالیٰ کی قوم کہلاتے ہیں۔ نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَ اَحِبَّآؤُهٗ کہہ کر انکار کر دیا کہ ہم عربی آدمی کی کیا پرواہ کر سکتے ہیں۔ اس تکبر اور خود پسندی نے انہیں محروم کر دیا اور وہ اس رحمۃ للعالمین کے ماننے سے انکار کر بیٹھے جس سے حقیقی توحید کا مصفّٰی اور شیریں چشمہ جاری ہوا"۔

باقی صفحہ نمبر ۷ پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

جو شخص اپنے ماں باپ کی عزت نہیں کرتا اور امور معروفہ میں جو خلاف قرآن نہیں ہیں ان کی بات کو نہیں مانتا اور ان کی تعہد خدمت سے لاپرواہ ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے

والدین جو نیکی کیا کرتے تھے اور بیچ میں عمر منقطع ہو گئی اس نیکی کو اگر جاری رکھا جاسکتا ہے تو وہ نیکی ایسی ہے جو والدین کے درجات کو بلند کرنے کا موجب بنے گی

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفة المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز-
فرمودہ ۴؍فروری ۲۰۰۰ء بمطابق ۴؍تبلیغ ۱۳۷۹ھ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے۔

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله-

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم- بسم الله الرحمٰن الرحيم -

الحمدلله رب العلمين - الرحمٰن الرحيم - ملك يوم الدين - إياك نعبد و إياك نستعين -

اهدنا الصراط المستقيم - صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين-

﴿وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا . اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا . وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا﴾-

(سورة بنی اسرائیل آیات ۲۴، ۲۵)

ان کا سادہ ترجمہ یہ ہے: اور تیرے ربّ نے فیصلہ صادر کر دیا ہے کہ تم اُس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور والدین سے احسان کا سلوک کرو۔ اگر ان دونوں میں سے کوئی ایک تیرے پاس بڑھاپے کی عمر کو پہنچے یا وہ دونوں ہی، تو اُنہیں اُف تک نہ کہہ اور انہیں ڈانٹ نہیں اور انہیں نرمی اور عزت کے ساتھ مخاطب کر۔ اور ان دونوں کے لئے رحم سے عجز کا پَر جھکا دے اور کہہ کہ اے میرے ربّ! ان دونوں پر رحم کر جس طرح ان دونوں نے بچپن میں میری تربیت کی۔

اس سلسلہ میں ایک حدیث جو میں نے اختیار کی ہے وہ صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کی ناک خاک آلودہ ہو، اس کی ناک خاک آلودہ ہو، اس کی ناک خاک آلودہ ہو۔ صحابہؓ نے عرض کیا: کس کی؟ فرمایا: وہ شخص جس نے اپنے ماں باپ دونوں کو یا دونوں میں سے کسی ایک کو بڑھاپے کی عمر میں پایا اور پھر جنت میں داخل نہ ہو سکا۔ (صحیح مسلم کتاب البر والصلة)

یہاں ناک خاک آلود ہونا، ایک محاورہ ہے کہ وہ شخص رسوا اور ذلیل ہو گیا، مٹی میں رگڑا گیا۔ تو خاک آلود ہونے کو لفظی معنوں میں نہ لیں۔ مگر مراد اس سے یہی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اس آیت کریمہ کا جس کی میں نے تلاوت کی ہے ماں باپ کے تعلق میں بہترین ترجمہ فرمایا ہے۔

ماں باپ کے متعلق جو حسن سلوک کی تعلیم ہے کوئی ایک بڑھاپے کی عمر کو پہنچے یا دونوں پہنچ جائیں اس سلسلہ میں لوگوں میں کچھ حکایتیں بھی مشہور ہیں اور کچھ حکایتیں ایسی بھی ہیں جو واقعات پر مبنی ہیں۔ ان لوگوں کا نام لئے بغیر یہ بتانا چاہتا ہوں کہ بعض لوگ اپنے بوڑھے باپ سے ایسا سلوک بھی کرتے ہیں کہ اس کو نوکروں کے کوارٹروں میں جگہ دیتے ہیں۔ اس کے لئے اپنے پھٹے پرانے کپڑے رکھتے ہیں تاکہ وہ کسی غریب کو صدقہ دینے کی بجائے اپنے باپ کو دے دیں۔ ایسا ہی ایک واقعہ مشہور ہے اور جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے کہ ایسے واقعات میں کچھ صداقت بھی ہے۔ واقعہ یہ مشہور ہے کہ ایک باپ کو اپنا بچہ بہت پیارا تھا۔ ایک دفعہ اس نے اس کے کمرے کی تلاشی لی، دیکھا کہ کیا جمع کرتا ہے۔ اس میں بہت پھٹے پرانے بڑے سائز کے کپڑے پڑے ہوئے تھے۔ تو باپ نے حیرت سے پوچھا: بیٹا! تم نے اپنے کمرے میں یہ کیا گند جمع کیا ہوا ہے۔ اس نے کہا یہ آپ کے لئے ہے۔ جس طرح آپ نے میرے دادا کے لئے گندے کپڑے رکھے ہوئے تھے تو میں نے کہا وہی سلوک آپ سے ہونا چاہئے۔ جب آپ بڑی عمر کو پہنچیں گے تو آپ کو میں یہی کپڑے پہناؤں گا جو آپ میرے دادا کو پہنایا کرتے تھے۔ تو یہ ایک سبق آموز بات ہے۔ لیکن جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے واقعةً لوگ اپنے باپ سے اور بعض دفعہ اپنی ماؤں سے ایسا سلوک کرتے ہیں جو نہایت ناقابل برداشت ہے۔ تو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی یہ نصیحت میں ان کو پہنچا دیتا ہوں کہ اگر تم نے ماں باپ یا دونوں کے قدموں سے جنت نہ لی تو ساری عمر ضائع کر دی اور اسی کے متعلق ایک اور حدیث میں آتا ہے کہ اگر رمضان گزر جائے اور کوئی شخص جنت نہ کما سکے اس پر بھی تُف ہے۔ پس ابھی رمضان بھی گزرا ہے اس کے پس منظر میں یہ بھی یاد رکھیں کہ ماں باپ کی خدمت کی جتنی توفیق مل سکے وہ ضرور کریں۔ باپ کے متعلق تو کہہ سکتے ہیں کہ بعض دفعہ وہ اولاد پر سختی بھی کرتا ہے، مائیں بھی کرتی ہیں مگر جیسا دل ماں کا نرم ہے اپنا بچے کے لئے اور کسی کا دل نرم نہیں ہوتا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ایک موقعہ پر فرمایا اور حضرت ابوامامہؓ سے یہ روایت ہے کہ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! ماں باپ کا اولاد پر کیا حق ہے؟ فرمایا: وہ دونوں تیری جنت اور دوزخ ہیں۔ (رواہ ابن ماجہ)

یعنی ماؤں کے قدموں تلے جو جنت کا خیال ہے میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ بعض ماؤں کے قدموں تلے دوزخ بھی ہوتی ہے۔ تو آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا ماں اور باپ دونوں کے قدموں تلے تیری جنت ہے اور تیری دوزخ بھی ہے جو چاہے ان سے حاصل کرے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا میں گناہ کبیرہ سے آگاہ نہ کروں؟ آپؐ نے یہ الفاظ تین دفعہ دہرائے۔ صحابہؓ نے عرض کی ضرور بتائیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ آپؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہرانا اور والدین کی نافرمانی کرنا۔ آپ ٹیک لگا کر بیٹھے ہوئے تھے پھر سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور فرمایا جھوٹ سے بچو۔ آپؐ نے اس بات کو اتنی دفعہ دہرایا کہ میں نے دل میں کہا کہ کاش آپ خاموش ہو جائیں۔ (بخاری کتاب الادب باب عقوق الوالدین من الکبائر)

تو جھوٹ سے بچنا بھی ایک نعمت ہے اور جھوٹے ہی اللہ کا شریک ٹھہراتے ہیں۔ اس لئے خدا تعالیٰ کا شریک نہ ٹھہرانا یہ بڑی نیکی ہے۔ اور شریک ٹھہرانا بہت بڑی بدی قرار دیا گیا ہے۔ اور اسی طرح والدین کی نافرمانی کو بھی اس میں شامل فرما دیا ہے اور ان سب سے بڑھ کر جھوٹ ہے جو انسان کی ساری زندگی برباد کر دیتا ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مسند احمد بن حنبل میں مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: جس کی خواہش ہو کہ اس کی عمر لمبی ہو اور رزق میں فراوانی ہو تو اس کو چاہئے کہ اپنے والدین سے حسن سلوک کرے اور صلہ رحمی کی عادت ڈالے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص کہتے ہیں کہ ایک شخص آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ، مَیں اللہ تعالیٰ سے اجر و ثواب کے حصول کی خاطر ہجرت اور جہاد پر آپ کی بیعت کرتا ہوں، ہجرت اور جہاد پر۔ آپؐ نے فرمایا: کیا تمہارے والدین میں سے کوئی زندہ ہے؟ اس نے کہا بلکہ دونوں زندہ ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: کیا تُو اللہ سے اجر چاہتا ہے؟ اس نے کہا جی۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا: پس جا اور ان دونوں سے حسن سلوک کر۔ (مسلم کتاب البر والصلة)

اسی طرح سنن ابی داؤد سے یہ روایت لی گئی ہے۔ حضرت ابو اُسید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ بنو سلمہ کا ایک آدمی

آیا۔ اُس نے کہا: کیا ماں باپ کے مرنے کے بعد مجھ پر کوئی چیز ہے کہ جس کے ذریعہ ان کے ساتھ کوئی نیکی کی جاسکے۔ فرمایا: ہاں ان کی بخشش کے لئے دُعا کرنا، ان کے وعدوں کو پورا کرنا اور اس رشتہ داری کو ملانا جواُن کے ساتھ ہی ملائی جاسکتی ہے اور ان کے دوستوں سے عزت سے پیش آنا۔

(سنن ابو داؤد کتاب الادب)

پس والدین کے حق میں جو دعائیں ہیں ان کے علاوہ یہ عملی تعلیم بھی ہے جس پر عمل بڑا ضروری ہے۔ والدین جو نیکی کیا کرتے تھے اور بیچ میں عمر کٹ گئی یعنی عمر منقطع ہوگئی اس نیکی کو اگر جاری رکھا جاسکتا ہو تو وہ نیکی ایسی ہے جو والدین کے درجات کو بلند کرنے کا موجب بنے گی۔

اس ضمن میں چندہ جات ہیں۔ بہت سے والدین باقاعدگی کے ساتھ چندہ دیتے ہیں اور وعدے کر دیتے ہیں بڑے بڑے چندوں کے۔ مگر اس سے پہلے کہ وہ پورا کر سکیں ان کو موت آ جاتی ہے۔ تو ایسی صورت میں بچوں کا فرض ہے کہ اگر وہ حقیقت میں ماں باپ سے محبت کرتے ہیں اور ان کے مرنے کے بعد ان کے لئے کچھ کرنا چاہتے ہیں تو خواہ باپ فوت ہو جائے اس خواہش کے ساتھ کہ میں یہ چندہ دونگا یا ماں فوت ہو جائے، دونوں کے لئے بچوں کو اس نیکی کو جاری رکھنا چاہئے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت میں یہ نیکی پائی جاتی ہے۔ میں جانتا ہوں کہ ماں باپ کے مرنے کے بعد کثرت سے ان کے چندوں کو پورا کیا جاتا ہے۔ بچے چین نہیں لیتے جب تک ان کی اس نیک خواہش کو پورا نہ کرلیں خواہ کتنا ہی بوجھ اٹھانا پڑے۔ تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت میں یہ نیکی بہت عام ہے۔

دوسرے اس میں فرمایا گیا ہے اس رشتہ داری کو ملانا جو اس کے ساتھ ہی ملائی جاسکتی ہے۔ یعنی ماں باپ کے وقت میں تو ان کے رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کو دیکھ کر تم لوگ بھی ان رشتہ داروں سے حسن سلوک کر دیتے ہو۔ وہ گھر میں آتے ہیں ہنس کر بات کرتے ہو، عزت سے سوال کرتے ہو۔ لیکن کئی ایسے لوگ ہوتے ہیں جو ماں باپ کے گزرنے کے بعد پھر ان کو بھول جاتے ہیں۔ تو اُن کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے۔ ایسے جلسہ کے موقعہ پر بھی مہمان آتے ہیں جو کسی زمانے میں ماں باپ کو بہت پیارے تھے اور عزیز تھے۔ ان کی رشتہ داری تھی یا نہیں تھی مگر ان سے بہت حسن سلوک کیا کرتے تھے تو ان کے مرنے کے بعد جو نیکیاں ان کو پہنچائی جاسکتی ہیں ان میں ان کے لئے عزت کے ساتھ اپنے گھر میں جگہ بنانی اور ان کے لئے ہر قسم کی آسائش کے سامان مہیا کرنے یہ بھی ایک بہت اہم نیکی ہے۔ ساتھ ہی فرمایا ان کے دوستوں کی بھی عزت کرنی چاہئے۔ صرف رشتہ داروں کے لئے نہیں بلکہ دوستوں کے لئے۔

ایک حدیث صحیح مسلم سے حضرت عبداللہؓ بن عمرو سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنے ماں باپ کو گالی دینا کبیر گناہ ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول، کوئی شخص اپنے ماں باپ کو بھی گالی دیتا ہے؟۔ فرمایا: ہاں وہ دوسرے آدمی کے ماں اور باپ کو گالی دیتا ہے تو اپنے ہی ماں باپ کو گالی دیتا ہے۔ (صحیح مسلم کتاب الایمان)

اس ضمن میں یاد رکھنا چاہئے کہ جب وہ دوسرے کے ماں باپ کو گالی دیتا ہے تو وہ غصہ میں آ کر پھر اس کے ماں باپ کو گالی دیتے ہیں اور اس ضمن میں اللہ تعالیٰ کی تعلیم ہے کہ جھوٹے بتوں کو بھی گالی نہ دو حالانکہ ان کا کوئی وجود نہیں مگر نادان ان کے پوجنے والے غصہ میں آکر پھر خدا کو بھی گالیاں دیں گے جس کی تمہیں گہری تکلیف پہنچے گی۔ تو اپنے ماں باپ کو گالی دینے سے مراد یہی ہے کہ کسی دوسرے کے ماں باپ کو گالی دینا۔ ہمارا معاشرہ خصوصاً پنجاب میں تو ایسا گندہ ہے کہ ہر وقت گالیاں دیتے ہیں۔ چھوٹے چھوٹے بچے گلیوں میں اپنے ماں باپ کو گالیاں دیتے پھرتے ہیں اور ان کو پتہ ہی نہیں کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں۔ نہایت غلیظ زبان استعمال کرتے ہیں یہاں تک کہ ہل چلانے والے زمیندار بیل کے ماں باپ کو بھی گالیاں دے رہے ہوتے ہیں۔ تو اس گندے معاشرے سے ہمیں بہر حال نکلنا ہے اور جماعت احمدیہ ہے جو زبانوں کو پاک کرنے کی ایک تحریک چلائے اور گلی گلی سے سلام کی آوازیں تو اٹھیں مگر گالیوں کی بددعائیں نہ اٹھیں۔ ربوہ والوں کو میں خصوصیت سے یہ نصیحت کرتا ہوں کیونکہ وہاں بہت سے باہر سے آنے والے لوگ دیکھتے ہیں، بڑے غور سے دیکھنے کی کوشش کرتے ہیں کہ ان کے اندر کیا باتیں ہیں اور اس کے لئے بچوں سے بہتر اور کوئی چیز نہیں۔ اگر بچوں کے اخلاق کا علم ہو جائے تو بڑوں کے اخلاق کا بھی علم ہو جاتا ہے۔ تو وہاں کے بچوں کو زبان پاک رکھنے کی بہت تلقین کرنی چاہئے۔ سب جگہ جماعت کو یہی تلقین کرنی چاہئے مگر خصوصاً ربوہ میں چونکہ لوگ باہر سے آکر دیکھتے ہیں اس خیال سے میں کہہ رہا ہوں کہ وہاں ان کی زبان پاک اور صاف رکھنے کی بہت کوشش ہونی چاہئے۔

ایک روایت سنن ابوداؤد کتاب الجہاد سے لی گئی ہے اس میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ہجرت پر بیعت کرنے کی غرض سے حاضر ہوا اور اس نے اپنے والدین کو اس حال میں چھوڑا کہ وہ رو رہے تھے۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اپنے والدین کے پاس لوٹ جاؤ اور ان کو ویسے ہی ہنساؤ جیسے تم نے انہیں رلایا ہے۔ اللہ بہتر جانتا ہے غالباً یہ وحی خفی کے ذریعہ رسول اللہ ﷺ کو علم ہوا ہو گا کہ اس حال میں آیا ہے کہ والدین کو روتا چھوڑ کر آیا ہے۔

سنن نسائی میں حضرت معاویہؓ بن جاہمہؓ سے روایت ہے کہ جاہمہؓ نبی ﷺ کے پاس آئے اور کہا اے اللہ کے رسول! مَیں آپ سے مشورہ کرنے کے لئے آیا ہوں۔ اس کا مطلب ہے جاہمہؓ بھی صحابی تھے اس لئے دونوں پر رضی اللہ عنہ کا نشان ہونا چاہئے تھا۔ پس حضرت معاویہؓ بن جاہمہ رضوان اللہ علیہم کی روایت ہے کہ جاہمہ نبی ﷺ کے پاس آئے اور کہا کہ مَیں جہاد کے لئے جانا چاہتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا: کیا تیری ماں ہے؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا: اس کو لازم پکڑ۔ جنت اس کے پاؤں کے نیچے ہے۔ (سنن نسائی کتاب الجہاد)

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ لوگوں میں سے میرے حُسنِ سلوک کا کون زیادہ مستحق ہے؟ آپؐ نے فرمایا: تیری ماں۔ اس نے پوچھا پھر کون؟ آپؐ نے فرمایا: تیری ماں۔ اس نے پوچھا پھر کون؟ آپؐ نے فرمایا: تیری ماں۔ اس نے (چوتھی بار) پھر پوچھا، پھر کون؟ آپؐ نے فرمایا: تیرا باپ۔ پھر درجہ بدرجہ قریبی رشتہ دار۔

(صحیح بخاری کتاب الادب باب من احق الناس بحسن الصحبة)

یہاں جو ماں پر زیادہ زور دیا گیا ہے، مختلف احادیث میں کہیں ماں باپ کا اکٹھا ذکر آیا ہے کہیں الگ الگ آیا ہے تو اس میں اور امکانات ہیں۔ یا تو وہ شخص ماں سے اچھا سلوک نہیں کرتا تھا اس لئے تکرار کے ساتھ بار بار اس کو نصیحت کی گئی کہ تیری ماں۔ دوسرے یہ امر واقعہ ہے کہ ماں سے زیادہ بچے سے کوئی پیار نہیں کر سکتا۔ ماں سے زیادہ بچے کے لئے کوئی دکھ نہیں اٹھا سکتا۔ یہ ایک ایسی پکی بات ہے کہ اس کو حقیقت میں کبھی بھلایا جا ہی نہیں سکتا، اگر کسی انسان کے دل میں شرافت ہو۔ تو ماں اس کو پالتی ہے، ماں اس کے لئے ہر قسم کے دکھ برداشت کرتی ہے، ہر قسم کی گندگی صاف کرتی ہے اور جس طرح وہ پیار کرتی ہے ویسے کوئی اور رشتہ دار پیار نہیں کر سکتا، بیوی بھی پیار نہیں کر سکتی۔

ایک فرضی حکایت ہے مگر ہے بہت سبق آموز۔ کہتے ہیں ایک لڑکے کو اپنی بیوی سے جاہلانہ حد تک عشق تھا اور ایسا جاہلانہ کہ اس کو خوش کرنے کے لئے ہر بیہودہ حرکت کرنے پر بھی تیار تھا۔ وہ اپنی ساس سے بہت جلتی تھی۔ اور اپنی ساس کو جب اپنے بچے سے پیار کرتے ہوئے دیکھتی تھی تو اس سے اس کے دل میں حسد بھڑک اٹھتا تھا۔ تو ایک روز اس کی بیوی نے اپنے خاوند سے کہا کہ اگر تم مجھے خوش کرنا چاہتے ہو تو اپنی ماں کا سر طشتری میں سجا کر لاؤ ورنہ میرا خیال چھوڑ دو۔ اس بیوقوف بیٹے نے یہ کام کیا کہ طشتری میں اپنی ماں کا سر سجایا جبکہ وہ اپنی بیوی کی طرف آرہا تھا رستے میں ٹھوکر لگی اور اس کہاوت میں یہ ہے کہ اس کا سر زمین پر گر پڑا تو اس سر سے آواز آئی میرے بچے! تجھے چوٹ تو نہیں لگی۔ پس ماؤں کے دل ایسے ہوا کرتے ہیں۔ اگرچہ یہ کہاوت فرضی ہے مگر ان کے دل ایسے ہی ہوا کرتے ہیں۔

پس ماؤں سے جو غیر معمولی حسن سلوک کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے بالکل صحیح ہے۔ ایسا ہی ہونا چاہئے اور میں امید رکھتا ہوں کہ ساری جماعت میں ماؤں کی عزت کی جائے گی۔

حضرت ابو طفیلؓ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے آنحضرت ﷺ کو مقام جِعرانہ میں دیکھا۔ آپ گوشت تقسیم فرمارہے تھے۔ اس دوران ایک عورت آئی۔ یہاں تک کہ حضورؐ کے قریب آگئی تو حضورؐ نے اس کے لئے اپنی چادر بچھادی اور وہ اس پر بیٹھ گئی۔ مَیں نے لوگوں سے پوچھا یہ خاتون کون ہے؟۔ لوگوں نے بتایا کہ یہ حضورؐ کی رضاعی والدہ ہیں۔ (ابوداؤد کتاب الأدب باب في برالوالدين)

پس ماں کی عزت تو الگ بات ہے اپنی رضاعی والدہ کے لئے آنحضرت ﷺ اس قدر اپنے دل میں احترام رکھتے تھے، اپنی چادر ان کے لئے بچھادی۔ اگر ماں زندہ ہوتی تو اللہ بہتر جانتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کیا سلوک فرماتے۔ جو اپنی رضاعی والدہ کے لئے ایسا نرم گوشہ رکھتا ہے وہ اپنی حقیقی والدہ کے لئے تو بلاشبہ ایک مثالی بیٹا ثابت ہوتا مگر یہ مقدر نہیں تھا۔ اللہ اپنی حکمتوں کو بہتر جانتا ہے۔

اب میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کچھ حوالے آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ فرماتے ہیں:

"فَلَا تَقُلْ لَّهُمَا اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا (بنی اسرائیل :۲۴) یعنی اپنے والدین کو بیزاری کا کلمہ مت کہو اور ایسی باتیں ان سے نہ کر جن میں ان کی بزرگواری کا لحاظ نہ ہو۔ اس آیت کے مخاطب تو آنحضرت ﷺ ہیں لیکن دراصل مرجعِ کلام امت کی طرف ہے کیونکہ آنحضرت ﷺ کے والد اور والدہ آپ کی خورد سالی میں ہی فوت ہو چکے تھے اور اس حکم میں ایک راز بھی ہے اور وہ یہ کہ اس آیت سے ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ جبکہ آنحضرت ﷺ کو مخاطب کر کے فرمایا گیا ہے کہ تو اپنے والدین کی عزت کر اور ہر ایک بول چال میں ان کے بزرگانہ مرتبہ کا لحاظ رکھ تو

تبلیغ دین و نشرو اشاعت کے کام پر ☆ مائل رہے تمہاری طبیعت خدا کرے

JANIC EXIMP

Manufacturers & Exporters of All kinds of Fashion Leather Products & General order Suppliers & Importers.

Off : 16D, Topsia 2nd Lane
Mullapara, Near Star Club
Calcutta - 700039

Ph. 3440150
Tle. Fax : 3440150
Pager No.: 9610 - 606266

پھر دوسروں کو اپنے والدین کی کس قدر تعظیم کرنی چاہئے۔ اور اسی کی طرف یہ دوسری آیت اشارہ کرتی ہے۔ وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا۔(بنی اسرائیل :۲۴)۔ یعنی تیرے رب نے چاہا ہے کہ تو فقط اسی کی بندگی کر۔ اور والدین سے احسان کر۔ اس آیت میں بُت پرستوں کو جو بُت کی پوجا کرتے ہیں سمجھایا گیا ہے کہ بُت کچھ چیز نہیں ہیں اور بتوں کا تم پر احسان نہیں ہے۔ انہوں نے تمہیں پیدا نہیں کیا اور تمہاری خورد سالی میں وہ تمہارے متکفل نہیں تھے۔ اور اگر خدا جائز رکھتا کہ اس کے ساتھ کسی اور کی بھی پرستش کی جائے تو یہ حکم دیتا کہ تم والدین کی بھی پرستش کرو کیونکہ وہ بھی مجازی رب ہیں اور ہر ایک شخص طبعاً یہاں تک کہ درند چرند بھی اپنی اولاد کو ان کی خورد سالی میں ضائع ہونے سے بچاتے ہیں"۔ یہ ایسا فطری جذبہ ہے کہ میں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ ہمارے احمد نگر میں ایک مرغی اپنے بچوں کو دانے کھلا رہی تھی تو ایک چیل جھپٹی جو مرغی سے بہت زیادہ طاقتور تھی لیکن وہ اس جوش کے ساتھ اس کو مارنے کے لئے اوپر اٹھی ہے کہ وہ ڈر کے مارے نکل گئی۔ تو ماؤں کے اندر جو جذبہ ہوتا ہے وہ اتنا شدید ہوتا ہے کہ اس سے ان سے بہت زیادہ طاقتور دشمن بھی گھبرا جاتا ہے اور چھوٹے چھوٹے پرندوں کو کئی دفعہ آپ نے دیکھا ہوگا مثلاً نیل کنٹھ، وہ بازوں پر بھی جھپٹتے ہیں۔ اس لئے کہ ان کے گھونسلے میں بیٹھے ہوئے بچوں کو وہ تنگ نہ کر سکیں۔ حالانکہ باز ان کو مار سکتا ہے مگر ان کے جھپٹنے کے انداز سے ڈر جاتا ہے۔ پس اس پہلو سے خوب یاد رکھیں کہ درندوں چرندوں وغیرہ سے بھی سبق سیکھیں۔ ان سب میں ماؤں کے دل میں بچوں کی بہت محبت پائی جاتی ہے۔ تو ان بچوں کو بھی جو انسان کے بچے ہیں ان کو بھی اپنے ماں باپ کی محبت کو یاد رکھنا چاہئے۔ پرندوں کے بچے تو شاید بھول جاتے ہوں گے مگر آخر وہ جوابدہ نہیں ہیں۔ انسان کے بچوں کو اپنے ماں باپ کی خدمت کو بھولنا نہیں چاہئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: "ہر شخص طبعاً یہاں تک کہ درند چرند بھی اپنی اولاد کو ان کی خورد سالی میں ضائع ہونے سے بچاتے ہیں۔ پس خدا کی ربوبیت کے بعد ان کی بھی ایک ربوبیت ہے اور جوش ربوبیت کا بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے"۔

(حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۲۱۴)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"تم ماں باپ سے نیکی کرو اور قریبیوں سے اور یتیموں سے اور مسکینوں سے اور ہمسایہ سے جو تمہارا قریبی ہے اور ہمسایہ سے جو بیگانہ ہے اور مسافر سے اور نوکر اور غلام اور گھوڑے اور بکری اور گائے سے، حیوانات سے جو تمہارے قبضہ میں ہوں۔ کیونکہ خدا کو جو تمہارا خدا ہے یہی عادتیں پسند ہیں۔ وہ لاپرواہوں اور خود غرضوں سے محبت نہیں کرتا"۔(اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد ۱۰ صفحہ ۳۵۸)

پھر فرماتے ہیں: "جو شخص اپنے ماں باپ کی عزت نہیں کرتا اور امور معروفہ میں جو خلاف قرآن نہیں ہیں ان کی بات کو نہیں مانتا اور ان کی تعہد خدمت سے لاپرواہ ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے"۔(کشتیٔ نوح، روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۱۹)

پھر فرماتے ہیں: "وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا (الدھر :۹) اس آیت میں مسکین سے مراد والدین بھی ہیں"۔(ملفوظات جلد سوم، جدید ایڈیشن. صفحہ ۵۹۹)۔

اب یہ ایک بہت ہی عارفانہ نکتہ ہے جو پہلے کسی عالم کو نہیں سوجھا کہ اس میں مسکین سے مراد والدین بھی ہیں۔ جو اپنی دلی مسکینی اور عاجزی کی وجہ سے بچوں سے کچھ مطالبہ نہیں کرتے، کچھ نہیں کہتے کہ ان کو کیا ضرورت ہے۔ تو ایسے بچوں کو چاہئے کہ خود اپنے والدین کی احتیاجوں اور ضرورتوں پر نگاہ رکھیں اور ان کی ہر ضرورت کو ان کے مانگنے سے پہلے دے دیا کریں۔ کیونکہ مسکین وہ ہے جو مانگتا نہیں، غربت اور بدحالی کے باوجود مانگتا نہیں۔ اور ان کے اس تعفف کی وجہ سے بعض لوگ ان کو اغنیاء سمجھ لیتے ہیں۔ تو سب سے پہلے تو ماں باپ کی ضرورتوں پر دھیان ہونا چاہئے۔ ان کو موقعہ ہی نہیں دینا چاہئے کہ ان کو مانگنے کی ضرورت پڑے اور مسکین سمجھتے ہوئے یعنی دل کے مسکین سمجھتے ہوئے ان کی ضرورت کو مانگنے سے پہلے ہی پورا کر دینا چاہئے۔

پھر فرماتے ہیں: "خدا نے یہ چاہا ہے کہ کسی دوسرے کی بندگی نہ کرو اور والدین سے احسان کرو۔ حقیقت میں کیسی ربوبیت ہے کہ انسان بچہ ہوتا ہے اور کسی قسم کی طاقت نہیں رکھتا۔ اس حالت میں ماں کیا کیا خدمات کرتی ہے اور والد اس حالت میں ماں کی مہمات کا کیسے متکفل ہوتا ہے"۔ اس میں ایک روزمرہ کا فطری سبق ہے۔ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ اگر اچھا جوڑا ہو ماں اگر بچے کو سنبھال رہی ہے تو باپ گھر کے دوسرے کام کر رہا ہوتا ہے تاکہ ماں پر یہ بوجھ نہ پڑے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہماری جماعت میں بکثرت ایسے لوگ ہیں۔ ملاقات کے دوران جو اوپر کلاس لگ رہی ہوتی ہے میں پوچھا کرتا ہوں کہ آپ کی بیوی کہاں ہے۔ تو کہتا ہے کہ میں یہاں آیا ہوں کلاس پر تو بیوی بچوں کو سنبھال رہی ہے۔ کبھی بیوی ہوتی ہے اور بچے ہوتے ہیں۔ میں پوچھتا ہوں کہ آپ کے میاں کہاں ہیں تو کہتی ہے کہ گھر کے چھوٹے بچوں کو سنبھالنے کے لئے میاں گھر رہ گئے ہیں اور جو بڑے بچے ہیں میرے ساتھ آگئے ہیں۔ تو یہ نیک عادت ہماری جماعت میں خدا تعالیٰ کے فضل سے بکثرت پائی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس عادت کو استقامت اور دوام بخشے۔

"یاد رکھنا چاہئے کہ ماں باپ کی محبت عارضی ہے اور خدا تعالیٰ کی محبت حقیقی ہے"۔ یعنی ماں باپ کی محبت پر زور دینے کے بعد اس طرف متوجہ فرمایا ہے کہ اصل ربّ تو اللہ ہے اور یہ ماں اور باپ ثانوی رنگ میں ربّ بنتے ہیں۔ تو یاد رکھو کہ "ماں باپ کی محبت تو عارضی ہے اور خدا تعالیٰ کی محبت حقیقی ہے۔ اور جب تک قلوب میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے القاء نہ ہو، کوئی فرد بشر خواہ دوست ہو یا کوئی برابر درجہ کا ہو یا کوئی حاکم ہو، کسی سے محبت نہیں کر سکتا اور یہ خدا کا کمال ربوبیت کا راز ہے کہ ماں باپ بچوں سے ایسی محبت کرتے ہیں کہ ان کے تکفل میں ہر قسم کے دکھ شرح صدر سے اٹھاتے ہیں یہاں تک کہ ان کی زندگی کے لئے مرنے سے بھی دریغ نہیں کرتے"۔(رونیداد جلسہ دعا. صفحہ ۱۱)

ہمارے شہداء کے واقعات میں ایسے واقعات کثرت سے آتے ہیں کہ ماں اپنے بچوں کو بچاتے ہوئے شہید ہوگئی۔ یہ ماؤں کے دل کی حالت ہے اور بدقسمت ہیں وہ لوگ جو ان دلوں کو بھلا دیتے ہیں۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"پہلی حالت انسان کی نیک بختی کی ہے کہ والدہ کی عزت کرے۔ اویس قرنیؓ کے لئے بسا اوقات رسول اللہ ﷺ یمن کی طرف منہ کرکے کہا کرتے تھے کہ مجھے یمن کی طرف سے خدا کی خوشبو آتی ہے۔ آپؐ فرمایا کرتے تھے کہ وہ اپنی والدہ کی فرمانبرداری میں بہت مصروف رہتا ہے اور اسی وجہ سے میرے پاس بھی نہیں آسکتا۔ بظاہر یہ بات ایسی ہے کہ پیغمبر خدا ﷺ موجود ہیں، مگر وہ ان کی زیارت نہیں کر سکتے۔ صرف اپنی والدہ کی خدمت گزاری اور فرمانبرداری میں پوری مصروفیت کی وجہ سے۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے دو ہی آدمیوں کو السلام علیکم کی خصوصیت سے وصیت فرمائی۔ یا اویسؓ کو یا مسیح کو۔ یہ ایک عجیب بات ہے، جو دوسرے لوگوں کو ایک خصوصیت کے ساتھ نہیں ملی۔ چنانچہ لکھا ہے کہ جب حضرت عمرؓ ان سے ملنے کو گئے (یعنی اویس قرنیؓ کو) تو اویس نے فرمایا کہ والدہ کی خدمت میں مصروف رہتا ہوں اور میرے اونٹوں کو فرشتے چرایا کرتے ہیں"۔ مطلب ہے کہ ان کو چھوڑ دیتے تھے اور خدا کے فرشتے ان کا دھیان رکھتے تھے۔ وہ چر کر خود ہی واپس آجایا کرتے تھے۔ "ایک تو یہ لوگ ہیں جنہوں نے والدہ کی خدمت میں اس قدر سعی کی اور پھر یہ قبولیت اور عزت پائی۔ ایک وہ ہیں جو پیسہ پیسہ کے لئے مقدمات کرتے ہیں اور والدہ کا نام ایسی بری طرح لیتے ہیں کہ رذیل قومیں چوہڑے چمار بھی کم لیتے ہونگے۔ ہماری تعلیم کیا ہے؟ صرف اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی پاک ہدایت کا بتلا دینا ہے۔ اگر کوئی میرے ساتھ تعلق ظاہر کرکے اس کو ماننا نہیں چاہتا تو وہ ہماری جماعت میں کیوں داخل ہوتا ہے؟ ایسے نمونے سے دوسروں کو ٹھوکر لگتی ہے اور وہ اعتراض کرتے ہیں کہ ایسے لوگ ہیں جو ماں باپ تک کی بھی عزت نہیں کرتے۔

میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ مادر پدر آزاد کبھی خیر و برکت کا منہ نہ دیکھیں گے۔ پس نیک نیتی کے ساتھ اور پوری اطاعت اور وفاداری کے رنگ میں خدا رسول کے فرمودہ پر عمل کرنے کو تیار ہو جاؤ۔ بہتری اسی میں ہے، ورنہ اختیار ہے۔ ہمارا کام صرف نصیحت کرنا ہے"۔

(ملفوظات جلد اول جدید ایڈیشن. صفحہ ۱۹۵، ۱۹۶)

پھر اسی تعلق میں فرماتے ہیں:

"ماں کی اپنے بچے سے محبت ایک طبعی اور فطری تقاضا پر مبنی ہے نہ کسی طمع پر۔ دیکھو بعض اوقات ایک ماں ساٹھ برس کی بڑھیا ہوتی ہے اس کو کوئی توقع خدمت کی اپنے بچے سے نہیں ہوتی کیونکہ اس کو کہاں یہ خیال ہوتا ہے کہ میں اس کے جوان اور لائق ہونے تک زندہ بھی رہوں گی۔ غرض ایک ماں کا اپنے بچے سے محبت کرنا بلا کسی خدمت یا طمع کے خیال کے فطرتِ انسانی میں رکھا گیا ہے۔ ماں خود اپنی جان پر دکھ برداشت کرتی ہے مگر بچے کو آرام پہنچانے کی کوشش کرتی ہے۔ خود گیلی جگہ پر لیٹتی ہے اور اسے خشک حصہ بستر پر جگہ دیتی ہے"۔ کئی بچے رات کو پیشاب کر دیتے ہیں۔ ان کو ماں کو دھونا پڑتا ہے لیکن گیلی جگہ پر بچوں کو نہیں لٹاتی۔ ان کو جو خشک حصہ اپنے نیچے تھا، اس پر ڈال دیتی ہے اور خود بچوں کی گیلی جگہ پر لیٹ جاتی ہے۔ بیمار ہو جائے تو راتوں جاگتی اور طرح طرح کی تکالیف برداشت کرتی ہے۔ اب بتاؤ کہ ماں جو کچھ اپنے بچے کے واسطے کرتی ہے اس میں تصنع اور بناوٹ کا کوئی بھی شعبہ پایا جاتا ہے؟"۔(ملفوظات جلد پنجم جدید ایڈیشن صفحہ ۲۲۳، ۲۲۴)

پھر ملفوظات میں ہے:

"ظہر کے وقت حضور نے ایک نووارد صاحب سے ملاقات کی اور ان کو تاکید کی کہ وہ اپنے والد کے حق میں جو سخت مخالف ہیں دعا کیا کریں۔ انہوں نے عرض کی کہ حضور میں دعا کیا کرتا ہوں اور حضور کی خدمت میں بھی دعا کے لئے ہمیشہ لکھا کرتا ہوں۔ حضرت اقدس نے فرمایا کہ

"توجہ سے دعا کرو۔ باپ کی دعا بیٹے کے واسطے اور بیٹے کی دعا باپ کے واسطے قبول ہوا کرتی ہے۔ اگر آپ بھی توجہ سے دعا کریں تو اس وقت ہماری دعا کا بھی اثر ہوگا"۔(ملفوظات جلد دوم جدید ایڈیشن صفحہ ۵۰۲)

یہاں باپ کا خصوصیت سے ذکر فرمایا ہے۔ معلوم ہوتا ہے باپ سخت گیر تھا اور وہ زیادہ مخالف تھا اور ماں اس کے نیچے دبی ہوئی تھی۔ پس باپ کے لئے دعا اور نصیحت کا ذکر فرمایا ہے۔ اس کے اثر کے تابع۔ اگر وہ احمدی ہو جاتا تو اس کی ماں بھی ہو جاتی۔

بٹالہ کے سفر کے دوران حضرت اقدس علیہ السلام شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی سے ان کے والد صاحب کے حالات دریافت فرماتے رہے اور نصیحت فرمائی کہ:"ان کے حق میں دعا کیا کرو۔ ہر طرح اور حتی الوسع والدین کی دلجوئی کرنی چاہئے۔ اور ان کو پہلے سے ہزار چند زیادہ اخلاق اور اپنا پاکیزہ نمونہ دکھلا کر اسلام کی صداقت کا قائل کرو۔ اخلاقی نمونہ ایسا معجزہ ہے کہ جس کی دوسرے معجزے برابری نہیں کر سکتے۔ سچے اسلام کا یہ معیار ہے کہ اس سے انسان اعلیٰ درجے کے اخلاق پر ہو جاتا ہے اور وہ ایک مُمَیّز شخص ہوتا ہے۔ شاید خدا تعالیٰ تمہارے ذریعہ ان کے دل میں اسلام کی محبت ڈال دے۔ اسلام والدین کی خدمت سے نہیں روکتا۔ دنیوی امور میں جن سے دین کا حرج نہیں ہوتا، ان کی ہر طرح سے پوری فرمانبرداری کرنی چاہئے۔ دل و جان سے ان کی خدمت بجالاؤ"۔(ملفوظات جلد دوم جدید ایڈیشن صفحہ ۴۹۲)

روایت بیان کرنے والا بیان کر رہا ہے کہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ کی والدہ یہاں آئی ہوئی ہیں۔ انہوں نے اپنی والدہ کی پیری اور ضعف کا اور ان کی خدمت کا جو وہ کرتے ہیں ذکر کیا۔ حضرتؑ نے فرمایا:

"والدین کی خدمت ایک بڑا بھاری عمل ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ دو آدمی بڑے بد قسمت ہیں۔ ایک وہ جس نے رمضان پایا اور رمضان گزر گیا اور اس کے گناہ نہ بخشے گئے اور دوسرا وہ جس نے والدین کو پایا اور والدین گزر گئے اور اس کے گناہ نہ بخشے گئے۔ والدین کے سایہ میں جب بچہ ہوتا ہے تو اس کے تمام ہم و غم والدین اٹھاتے ہیں۔ جب انسان خود دنیوی امور میں پڑتا ہے تب انسان کو والدین کی قدر معلوم ہوتی ہے۔ خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں والدہ کو مقدم رکھا ہے کیونکہ والدہ بچہ کے واسطے بہت دکھ اٹھاتی ہے۔ کیسی ہی متعدی بیماری بچہ کو ہو، چیچک ہو، ہیضہ ہو، طاعون ہو، ماں اس کو چھوڑ نہیں سکتی۔

ہماری لڑکی کو ایک دفعہ ہیضہ ہو گیا تھا۔ ہمارے گھر سے اس کی تمام قے وغیرہ اپنے ہاتھ پر لیتی تھیں۔ ماں سب تکالیف میں بچہ کی شریک ہوتی ہے۔ یہ طبعی محبت ہے جس کے ساتھ کوئی دوسری محبت مقابلہ نہیں کر سکتی۔ خدا تعالیٰ نے اسی کی طرف قرآن شریف میں اشارہ کیا ہے کہ "اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَاۤئِ ذِی الْقُرْبٰی "۔(النحل :۹۱)۔

(ملفوظات جلد چہارم ، جدید ایڈیشن. صفحہ ۲۹۰،۲۸۹)

پھر روایت ہے کہ ایک شخص نے سوال کیا کہ یا حضرت والدین کی خدمت اور ان کی فرمانبرداری اللہ تعالیٰ نے انسانوں پر فرض کی ہے مگر میرے والدین حضور کے سلسلۂ بیعت میں داخل ہونے کی وجہ سے مجھ سے سخت بیزار ہیں اور میری شکل تک دیکھنا پسند نہیں کرتے۔ چنانچہ جب میں حضور کی بیعت کے واسطے آنے کو تھا تو انہوں نے مجھے کہا کہ ہم سے خط و کتابت بھی نہ کرنا اور اب ہم تمہاری شکل بھی دیکھنا پسند نہیں کرتے۔ اب میں اس فرض الٰہی کی تعمیل سے کس طرح سبکدوش ہو سکتا ہوں۔ فرمایا کہ:

"قرآن شریف جہاں والدین کی فرمانبرداری اور خدمت گزاری کا حکم دیتا ہے وہاں یہ بھی فرماتا ہے کہ رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا فِي نُفُوسِكُمْ اِنْ تَكُونُوا صَالِحِيْنَ فَاِنَّهٗ كَانَ لِلْاَوَّابِيْنَ غَفُوْرًا(بنی اسرائیل:۲۶) اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے اگر تم صالح ہو تو وہ اپنی طرف جھکنے والوں کے واسطے غفور ہے۔ صحابہ (رضوان اللہ علیھم) کو بھی ایسے مشکلات پیش آ گئے تھے کہ دینی مجبوریوں کی وجہ سے ان کی ان کے والدین سے نزاع ہو گئی تھی۔ بہر حال تم اپنی طرف سے ان کی خیریت اور خبر گیری کے واسطے ہر وقت تیار رہو۔ جب کوئی موقعہ ملے اسے ہاتھ سے نہ دو۔ تمہاری نیت کا ثواب تم کو مل کے رہے گا۔ اگر محض دین کی وجہ سے اور اللہ تعالیٰ کی رضا کو مقدم کرنے کے واسطے والدین سے الگ ہونا پڑا ہے تو یہ ایک مجبوری ہے۔ اصلاح کو مد نظر رکھو اور نیت کی صحت کا لحاظ رکھو اور ان کے حق میں دعا کرتے رہو۔ یہ معاملہ کوئی آج نیا نہیں پیش آیا۔ حضرت ابراہیمؑ کو بھی ایسا واقعہ پیش آیا تھا۔ بہر حال خدا کا حق مقدم ہے۔ پس خدا تعالیٰ کو مقدم کرو اور اپنی طرف سے والدین کے حقوق ادا کرنے کی کوشش میں لگے رہو اور ان کے حق میں دعا کرتے رہو"۔

(ملفوظات جلد پنجم جدید ایڈیشن صفحہ نمبر ۴۵۰)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صحابہ رضوان اللہ علیہم کا ذکر فرمایا ہے کہ ان کو بھی ایسی دقتیں درپیش تھیں۔ اس سلسلہ میں ایک حدیث بیان کر کے جس کا حوالہ نہیں مگر زبانی مجھے یاد ہے اس خطبہ کو میں ختم کرتا ہوں۔

آنحضرت ﷺ سے ایک بچے کو بہت عشق تھا۔ چھوٹی عمر میں ہی وہ رسول اللہ ﷺ کا شیدائی تھا اور اس کی ماں اسلام اور رسول اللہ ﷺ کی شدید دشمن تھی اور وہ ہر وقت اسے تنگ کیا کرتی تھی۔ کہتی تھی کہ میں تمہیں اپنا دودھ نہیں بخشوں گی اگر تم نے محمد رسول اللہ کو نہ چھوڑا۔ اور بیٹا خاموش رہتا تھا۔ ایک دفعہ بہت تنگ آنے کے بعد اس نے اپنی ماں سے کہا: اے میری ماں! تو مجھے بہت پیاری ہے۔ میں جانتا ہوں کہ تو نے کن دکھوں سے مجھے پالا ہے۔ مگر خدا کی قسم محمد رسول اللہ مجھے تم سے بھی پیارے ہیں۔ اگر میرے سامنے سسک سسک کر تو اپنی سو جانیں بھی دے دے تب بھی میں تجھے چھوڑ دوں گا، محمد رسول اللہ کو نہیں چھوڑوں گا۔ پس دین کے معاملہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے یہی حکم ہے کہ اگر ماں باپ کوئی ظلم کر رہے ہیں، زبردستی کر رہے ہیں تو دین میں ان کی اطاعت نہیں کرنی لیکن روزمرہ کے کاموں میں ان سے احسان کا سلوک کرو۔ جہاں تک ممکن ہو ان کو ہر طرح کی سہولت بہم پہنچاؤ۔

ہفت روزہ بدر کی شرح میں اضافہ

ہندوستان کے خریداران بدر کو مطلع کیا جاتا ہے کہ کاغذ، کمپیوٹر کمپوزنگ، آفسیٹ پرنٹنگ اور دیگر اخراجات بڑھ جانے کے باعث اخبار بدر کی طباعت کے اخراجات بہت بڑھ چکے ہیں صیغہ بدر باوجود ان تمام زائد اخراجات کے اصل لاگت سے بھی کم قیمت پر خریداران کو بدر دے رہا ہے۔

مذکورہ تمام امور کو مد نظر رکھتے ہوئے صیغہ بدر نے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی منظوری سے یکم اپریل ۲۰۰۰ء سے بدر کی شرح میں مبلغ -/۱۵۰ روپے سالانہ چندہ سے بڑھا کر مبلغ -/۲۰۰ روپے سالانہ چندہ کر دیا ہے۔ جملہ خریداران بدر مطلع رہیں کہ یکم اپریل ۲۰۰۰ء سے بدر کی شرح سالانہ -/۲۰۰ روپے ہوگی۔

(مینیجر ہفت روزہ بدر قادیان)

طالبان دُعا:-
آٹو ٹریڈرز
AutoTraders
16 مینگو لین کلکتہ 700001
دکان- 248-1652 ,248-5222
رہائش- 243-0794 27-0471

ارشاد نبوی ﷺ
خَيرُ الزَّادِ التَّقوےٰ
سب سے بہتر زادِ راہ تقویٰ ہے
﴿منجانب﴾
رکن جماعت احمدیہ ممبئی

خالص اور معیاری زیورات کا مرکز
الرحیم جیولرز
پروپرائٹر۔ سید شوکت علی اینڈ سنز
پتہ۔ خورشید کلاتھ مارکیٹ۔ حیدری نارتھ ناظم آباد۔ کراچی۔ فون :629443

QURESHI ASSOCIATES
Manufacturer-Exporter-Importer of Leather, Silk & Cotton garments Leather Accessories, INDIAN Novelties & all kinds of Indian products.
Contact Person :- M. S. QURESHI (Prop)
Tel : 91-11-3282643 Fax : 91-11-3263992
Postal Address :- 4378/4B, Ansari Road
Daryaganj New Delhi-110002
(INDIA)

STAR
☎ 543105
CHAPPALS
WHOLE SELLERS OF HIGH QUALITY LEATHER & RUBBER CHAPPALS
105/661, OPP. BLOCK NO-7 FAHIMMABAD COLONY
KANPUR-1- PIN 208001

بقیہ: درس القرآن از صفحہ نمبر ۲

حضرت مصلح موعودؓ کے نوٹس مرتبہ بورڈ میں ہے کہ " وَاَحِبَّآؤُہٗ میں "وَ" تفسیری ہے یعنی اَبْنٰٓؤُا اللّٰہِ کے معنی اَحِبَّآؤُہٗ کے ہیں۔ فرماتا ہے احمقو! اپنے آپ کو اَبْنٰٓؤُا اللّٰہِ کہہ کر اَحِبَّآؤُہٗ قرار دیتے ہو مگر مسیح علیہ السلام کے لئے ابن اللہ بول کر ابن اللہ ہی مراد لیتے ہو۔ بائبل میں آتا ہے کہ یہودی اور عیسائی اپنے آپ کو ابناء اللہ کہتے ہیں۔ فرماتا ہے کہ تم مسیح علیہ السلام کو بھی ابن اللہ کہتے ہو اور اپنے آپ کو بھی ابن اللہ کہتے ہو۔ ان کو کیوں اپنے جیسا ابن اللہ نہیں مانتے۔ ان کو خدا بناتے ہو اور اپنے آپ کو نہیں، یہ فرق کیوں؟ تمہیں چاہئے کہ جس قسم کا ابناء اللہ اپنے آپ کو قرار دیتے ہو، اسی قسم کا ان کو بھی سمجھو"۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس آیت کے بارہ میں فرمایا ہے کہ "اس جگہ ابناء کے لفظ کا خداتعالیٰ نے کچھ ردّ نہیں کیا کہ تم کفر بکتے ہو بلکہ یہ فرمایا کہ اگر تم خدا کے پیارے ہو تو پھر وہ تمہیں کیوں عذاب دیتا ہے؟"۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ نے فرمایا کہ عام مشاہدہ تو یہ ہے کہ خدا کے پیاروں کو اس دنیا میں بہت دکھ دئے جاتے ہیں اور اس طرح بظاہر حضرت مسیح موعودؑ کی تحریر اور اس مشاہدہ میں تضاد نظر آتا ہے۔ اس بارہ میں یاد رکھنا چاہئے کہ یہ دکھ اور تکالیف دراصل ظاہری آنکھ سے نظر آرہے ہوتے ہیں لیکن اگر اندرونی آنکھ سے دیکھیں تو وہ راحت محسوس کر رہے ہوتے ہیں۔

آیت نمبر ۲۱: "وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ...."۔ علامہ زمخشری فرماتے ہیں کہ کسی اور قوم میں اس طرح انبیاء مبعوث نہیں ہوئے جس طرح بنی اسرائیل میں نبی آئے۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ آنحضورؐ نے بہت سے علماء کو جو دراصل تقویٰ کے اعلیٰ معیار پر پورے اترتے تھے، بنی اسرائیل کے انبیاء کی طرح قرار دیا ہے۔ سوال یہ ہے کہ نبی کا نام انہیں کیوں نہیں دیا گیا؟ دراصل آنحضرت ﷺ نے معیار نبوت کو بہت بلند کر دیا ہے اس لئے آنحضورؐ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کے انبیاء کی شان کے تو میری امت کے علماء بھی ہیں۔ اس سے آنحضرتؐ کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔

آیت نمبر ۲۲: "يٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ .... وَلَا تَرْتَدُّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِكُمْ ......"۔ ارض مقدسہ سے مراد؟ حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ ارض مقدسہ کے سلسلہ میں علامہ رازی لکھتے ہیں "یہ بھی کہا گیا ہے کہ قوم موسیٰؑ جب مصر سے نکلی تو اللہ تعالیٰ نے ان سے وعدہ فرمایا کہ انہیں ارض شام میں بسائے گا اور بنی اسرائیل ارض شام کو "ارض موعود" کہا کرتے تھے"۔

علامہ رازی فرماتے ہیں کہ ارض مقدسہ وہ زمین ہے جسے آفات سے پاک اور محفوظ کیا گیا ہو جبکہ مفسرین نے کہا ہے کہ وہ زمین جو شرک سے پاک تھی اور انبیاء کی جائے قرار تھی اسے ارض مقدسہ کہتے ہیں۔ علامہ رازی اس سے متفق نہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ جس وقت حضرت موسیٰؑ نے اُدْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ فرمایا تھا اس وقت تو وہ زمین شرک سے پاک نہ تھی اور نہ ہی انبیاء کی جائے قرار تھی۔ ہاں یہ کہنا ممکن ہے کہ قبل ازیں وہ زمین ان صفات والی تھی۔

عکرمہ، سدّی اور ابن زید کے نزدیک یہ ارض مقدسہ "اریحا" ہے جبکہ کلبی نے اس سے دمشق، فلسطین اور اردن کا کچھ حصہ مراد لیا ہے۔ بعض کے نزدیک اس سے مراد "طور" ہے۔

ارتداد کے بارہ میں حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یاد رکھنا چاہئے کہ ارتداد انسان خود کیا کرتا ہے، کسی دوسرے کو اختیار نہیں کہ وہ کسی کو مرتد کر دے۔ لیکن احمدیوں کے ساتھ عجیب ہو رہا ہے کہ انہیں مولوی مرتد کہتے اور نکاحوں تک کو ختم کرنے کا اعلان کرتے پھرتے ہیں کہ چونکہ فلاں احمدی ہو کر مرتد ہو گیا ہے اس لئے اس کا نکاح بھی ختم ہو گیا ہے۔

آیت نمبر ۲۳: "قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّ فِيْهَا قَوْمًا جَبَّارِيْنَ ...."۔ علامہ علی الطبرسی کہتے ہیں کہ "قہار اور جبار کی صفت مخلوق کے لئے محل ذمّ میں استعمال ہوتی ہے"۔ حضور نے فرمایا کہ مجھے اس سے اتفاق نہیں کیونکہ غیر اللہ کے متعلق بھی جبار، مدح کے طور پر استعمال ہو سکتا ہے جیسے حضرت مصلح موعود نے بھی اسی طرح فرمایا ہے۔ جبر کا لفظ ٹوٹی ہوئی ہڈی کو جوڑنے کے لئے آتا ہے۔ اور جو ہڈیاں جوڑتا ہے اس کے لئے مدح کے رنگ میں ہی یہ لفظ استعمال ہو گا۔

آیت نمبر ۲۴: "قَالَ رَجُلٰنِ مِنَ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ ...."۔ حضور نے فرمایا کہ یہ دو آدمی کون تھے، اس بارہ میں مختلف مفسرین کی مختلف آراء ہیں اور بعض یوشع بن نون اور کلب کے بارہ میں کہتے ہیں کہ یہ تھے لیکن میں تو یہی سمجھتا رہا اور اب بھی سمجھتا ہوں کہ یہ موسیٰ اور ہارون تھے۔ کل جب میں درس کے لئے نوٹس دیکھ رہا تھا تو مجھے بہت خوشی ہوئی اور تقویت ملی کہ حضرت مصلح موعودؓ نے بھی ان دو مردوں سے موسیٰؑ اور ہارونؑ ہی مراد لیا ہے۔ اور دراصل یہی مسلک درست ہے کیونکہ بقیہ کا تو ذکر کہیں نہیں ملتا۔

آیت نمبر ۲۵: "قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَآ ...."۔ حضور انور نے بعض احادیث کا ذکر کرنے اور حضرت مسیح موعودؑ و حضرت خلیفہ اوّلؓ کے بعض اقتباسات پیش کرنے کے بعد فرمایا کہ اگرچہ موسیٰؑ بنی اسرائیل کے لئے خدا کی طرح تھے (گنتی ۱۳ باب ۲۳ و گنتی ۱۴ باب ۱.۳) اور بے شمار آپ کے ان پر احسانات تھے لیکن پھر بھی موسیٰؑ کی بات ماننے سے وہ انکار ہی کرتے رہے۔ اب ذرا آنحضورؐ کے صحابہؓ کے ساتھ ان کا موازنہ تو کر کے دیکھیں۔ آنحضور کو انصار مدینہ نے پناہ دی تھی۔ میثاق یہی تھا کہ اگر مدینہ پر حملہ کیا گیا تو انصار آنحضور کا ساتھ دیں گے لیکن جب مقابلہ کے لئے باہر نکلنا پڑا تو آنحضورؐ کے بار بار پوچھنے پر کہ تمہارا کیا مشورہ ہے؟ تو انصار نے یہی عرض کیا کہ یا رسول اللہ! پہلے تو ہمیں پتہ نہیں تھا اب تو ہم آپ کے آگے بھی لڑیں گے، پیچھے بھی لڑیں گے، دائیں بھی لڑیں گے اور بائیں بھی لڑیں گے خدا کی قسم دشمن آپ تک نہیں پہنچ سکے گا جب تک کہ ہماری لاشوں کو روندتا ہوا نہ گزرے۔ اسی طرح انہوں نے یہ عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ہم تو بحر ظلمات میں بھی گھوڑے دوڑا دیں گے۔

یہ دراصل برکت تو آنحضورؐ کی تھی کہ وحشیوں کو بھی آپؐ نے مطیع بنا دیا اور آپؐ کی قوت قدسیہ کے نتیجہ میں وہ ایسے بن گئے جبکہ دوسری طرف موسیٰؑ کی قوم خود غرض تھی اور احسانات کے باوجود نافرمانی پر تلی ہوئی تھی۔

آیت نمبر ۲۶: "قَالَ رَبِّ اِنِّىْ لَآ اَمْلِكُ اِلَّا نَفْسِىْ وَاَخِىْ ...."۔ حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اس آیت سے بھی پتہ چلتا ہے کہ رَجُلٰنِ سے مراد موسیٰؑ اور ہارونؑ ہی تھے۔

تفسیر مجمع البیان سے حضور نے ایک اقتباس کی طرف اشارہ فرمایا جس میں بیان کیا گیا ہے کہ موسیٰؑ کی قوم نے موعودہ زمین میں داخل ہونے سے انکار کیا تھا۔ نیز فرمایا کہ یہ کہانی فرضی بنائی ہوئی ہے لیکن یوشع بن نون، حضرت موسیٰؑ کے سچے حواری تھے۔ یہ بھی لکھا ہے کہ ان کے ہی زمانہ میں ارض مقدس فتح ہوا تھا۔ چونکہ یہ سعادت انہیں ملی تھی اس لئے بعد میں کہانیاں بھی ان کی طرف منسوب کر دی گئی ہیں۔

آیت نمبر ۲۷: "قَالَ فَاِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَيْهِمْ .... فَلَا تَاْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ"۔ حضور نے فرمایا کہ فَلَا تَاْسَ میں حضرت موسیٰؑ سے بھی خطاب ہو سکتا ہے لیکن زیادہ اغلب یہ ہے کہ آنحضورؐ سے خطاب ہو کہ آپؐ کو جو اس بات سے غم اور دکھ پہنچا اس پر آپ کو فرمایا گیا ہے تو ان پر غم نہ کر۔

حضور نے فرمایا کہ تفسیر الصافی میں شیعہ مفسر ابوالفیض کاشانی نے لکھا ہے کہ موسیٰؑ کی قوم کی طرح آنحضورؐ کی نافرمان قوم بھی مشابہ ہو گئی اس لئے کہا گیا ہے کہ تو فاسق قوم کی وجہ سے مایوس نہ ہو۔ مشابہت اس طرح کہ "جب آنحضرتؐ کی وفات ہوئی تو اس وقت کوئی بھی خدا کے حکم پر چلنے والا نہ رہا سوائے علیؓ، حسن اور حسین علیہ الصلوٰۃ والسلام اور سلمان فارسی کے اور مقدادؓ اور ابوذرؓ کے۔ پس وہ ۴۰ سال تک بھٹکتے رہے یہاں تک کہ علی کھڑے ہوئے اور آپ نے اس سے جنگ کی جس نے اس (خدا) کی مخالفت کی اور حضرت علیؓ کی نافرمانی کی"۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا بالکل غلط طور پر چسپاں کیا گیا ہے۔ اگر ان کی بات درست تسلیم کر لی جائے تو پھر تو حضرت علیؓ کی اپنی خلافت بھی اس کی زد میں آجاتی ہے۔ اور وہ زمانہ بھی سرگرداں پھرتے رہنے کا زمانہ ماننا پڑے گا کیونکہ حضرت علیؓ کی خلافت بھی ۴۰ سال کے اندر آتی ہے۔ اس لئے یہ محض جھوٹی روایت بنا کر پیش کی گئی ہے۔

آیت نمبر ۲۸: "وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ ابْنَىْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ ...."۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ فرماتے ہیں کہ آدم کے دو بیٹوں سے مراد ہابیل اور قابیل ہیں۔ یہ نام قرآن شریف میں نہیں تورات میں ہیں۔ انکار کی کوئی وجہ نہیں اور نہ ایسے مواقع پر تحریف کا گمان ہے۔ (مرتبہ: منیر الدین شمس)

(باقی آئندہ انشاء اللہ)

معاندین احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰهُمَّ مَزِّقْهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ وَسَحِّقْهُمْ تَسْحِيْقًا

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔

شریف جیولرز
پروپرائیٹر حنیف احمد کامران۔ حاجی شریف احمد
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان۔
دکان: 0092-4524-212515
رہائش: 0092-4524-212300
روایتی
زیورات
جدید فیشن
کے ساتھ

ESTD:1898
MFRS OF ARMY INDUSTRIAL AND CIVILIAN FANCY SHOES
M. MOOSA RAZA SAHIB & SONS
NO 6 ALBERT VICTOR ROAD FORT
BANGALORE - 560002 INDIA
☎: 6700558 FAX: 6705494

تقریر جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۹۹ء

ہمارا خدا - زندہ خدا

از محترم مولانا محمد انعام صاحب غوری ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ لَاتَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ لَهٗ مَافِی السَّمٰوٰتِ وَمَافِی الْاَرْضِ مَنْ ذَاالَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗ اِلَّا بِاِذْنِهٖ یَعْلَمُ مَابَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖ اِلَّا بِمَا شَآءَ وَسِعَ کُرْسِیُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَا یَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا وَهُوَالْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ ٥(سورۃ بقرہ آیت ۲۵۶)

صاحبِ صدر اور معزز سامعین! آیئے آج کی اِس بابرکت مجلس میں اُس زندہ خدا کی کچھ باتیں کریں جس کی قادرانہ زندگی کا ثبوت ہمیں ہمارے پیارے رسول سیدنا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے سے ملا ہے۔ اور قرآن کریم نے اُس زندہ خدا کی ذات اور صفات سے ہمیں اطلاع دی ہے۔ لیکن آج کے اِس ظلمت اور گمراہی کے دَور میں زندہ خدا کا وجود دنیاداروں کی نظروں سے پوشیدہ ہو چکا ہے۔ اور چھ ارب کی آبادی میں سے بجز چند کروڑ نفوس کے تمام بنی نوع انسان خواہ وہ کسی مذہب سے تعلق رکھتے ہوں اُس سچے اور زندہ خدا کو نہ صحیح طور پر جانتے ہیں اور نہ مانتے ہیں اور نہ اُس کی زندہ تجلّیات کو دیکھتے ہیں۔ اپنی اپنی مرضی اور خواہشات کے مطابق مصنوعی خدا بنا کر اُس کی پرستش کر کے اِس خوش فہمی میں مبتلا ہیں کہ ہم بھی خدا کے پرستار ہیں۔ ان کی مثال اُس قوم کی سی ہو گئی ہے جو اجرام فلکی میں خالقِ حقیقی کے حُسن اور اُس کی چمک دمک کو دیکھ کر متاثر ہو گئی تھی اور سیاروں اور ستاروں کی پرستش میں منہمک تھی۔ تب اُس وقت کے نبی نے ایک شیش محل تیار کروایا اور اس کے نیچے ایک نہر جاری کر دی اور اُس ستارہ پرست قوم کی ملکہ کو دعوت دی کہ وہ اِس محل میں قیام کرلے جو اُس کے اعزاز میں تیار کروایا گیا ہے۔ چنانچہ ملکہ اپنے درباریوں کے ساتھ آئی اور اُس محل میں داخل ہونے لگی تو یہ خیال کر کے کہ وہ گہرے پانی میں کس طرح داخل ہو سکے گی کچھ گھبرا سی گئی تب حضرت سلیمان علیہ السلام نے اُس ملکہ صبا سے فرمایا کچھ گھبرانے کی بات نہیں ہے اِنَّهٗ صَرْحٌ مُّمَرَّدٌ مِّنْ قَوَارِیْرَ یہ تو ایک محل ہے جو شیشوں سے جڑاؤ کیا گیا ہے۔ اور جس کو تُو پانی گمان کر رہی ہے وہ تو شیشوں کے نیچے بہہ رہا ہے۔ زیرک اور سمجھدار ملکہ کو فوراً اپنی غلطی کا احساس ہو گیا کہ جس سچے اور حقیقی معبود کو دُور بہت دُور اور اپنی پہنچ سے باہر جان کر محض اُس کے پرتو اور اُس کی مخلوق کی پوجا میں مَیں اور میری قوم اب تک لگی رہی تھی، نہایت پُر حکمت طریق پر مجھے توجہ دلادی گئی ہے تب اُس ملکہ نے بے اختیار یہ اعلان کیا کہ

رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ وَاَسْلَمْتُ مَعَ سُلَیْمٰنَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ٥ کہ اے میرے رب! مَیں نے اپنی جان پر ظلم کیا اور مَیں سلیمان کے ساتھ رب العالمین خدا پر ایمان لاتی ہوں۔ یہ دلچسپ اور ایمان افروز واقعہ قرآن کریم کی سورۃ نمل کے تیسرے رکوع میں بیان ہوا ہے۔

افسوس تو یہ ہے کہ چھ اَرب کی آبادی میں جو ایک اَرب کے قریب مسلمان ہیں، جنہیں خدائے واحد لاشریک کی تعلیم دی گئی تھی جنہیں زندہ خدا کی ذات اور صفات اور اُس کی زندہ تجلیات کا عرفان بخشا گیا تھا وہ بھی آج اُس زندہ خدا سے بہت دُور جا پڑے ہیں۔ بلکہ اُس زندہ خدا کی ذات اور صفات کے متعلق ایسے ایسے غلط و باطل خیالات اپنا لئے ہیں جن کا اسلام اور قرآن سے کوئی تعلق نہیں۔

چنانچہ بعضوں نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ وہ خدا جو اپنے پیاروں اور برگزیدہ بندوں سے کلام کیا کرتا تھا، آج وہ صرف سُنتا ہے لیکن بولنا اور کلام کرنا بند کر دیا ہے بعضوں نے اس کی ذات اور صفات میں مخلوق کو شریک ٹھہرانا شروع کر دیا ہے مثلاً یہ کہ خدا دُعائیں سنتا تو ہے لیکن کسی بزرگ کے واسطے کے بغیر نہیں سُنتا۔ اس خیال کے نتیجہ میں قبر پرستی شروع ہو گئی اور خدا کی جگہ چند بزرگ اولیاء اور صوفیاء کو بٹھا دیا گیا اب انہیں سے اپنی مُرادیں مانگی جاتی ہیں۔ صرف یہی نہیں بلکہ خدا کی ازلی ابدی صفات میں اُس کی مخلوق کو بھی شریک قرار دیا گیا۔ مثلاً کہا جاتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی خدا کی طرح کھانے پینے اور حوائج ضروریہ سے بے نیاز ہو کر دو ہزار سال سے زندہ آسمان پر بیٹھے ہیں اور وہ خدا کی طرح مُردوں کو زندہ کرنے اور علم غیب کی باتیں بتانے پر قدرت رکھتے تھے وغیرہ وغیرہ۔

سامعین کرام! اِس ظلمت اور گمراہی اور کلجگ کے دَور میں یہ ایک عظیم الشان خوشخبری ہے کہ خدا نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی فرزندِ جلیل اور آپ کے ظِل اور بروز کامل مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا تا کہ اُس توحیدِ گم گشتہ کو پھر سے دنیا میں قائم کیا جائے اور اُس زندہ خدا کا چہرہ پھر سے دنیا کو دکھا دیا جائے تا کہ بھولی بھٹکی مخلوق ایک دفعہ پھر اپنے مالک اور خالق اور معبودِ حقیقی کی طرف لوٹ آئے۔

چنانچہ بانی جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"خدا تعالیٰ نے مجھ کو اِس زمانہ کی اصلاح کیلئے بھیجا ہے۔ تا وہ غلطیاں جو بجز خدا تعالیٰ کی خاص تائید کے نکل نہیں سکتی تھیں وہ مسلمانوں کے خیالات سے نکالی جائیں اور منکرین کو سچے اور زندہ خدا کا ثبوت دیا جائے"۔ (برکات الدّعا صفحہ ۱۹)

نیز فرماتے ہیں:

"وہ خدا جو تمام نبیوں پر ظاہر ہوتا رہا اور حضرت موسیٰ کلیم اللہ پر بمقام طُور ظاہر ہوا اور حضرت مسیح پر شعیر کے پہاڑ پر طلوع فرمایا اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر فاران کے پہاڑ پر چمکا وہی قادر و قدوس خدا میرے پر تجلی فرما ہوا ہے۔ اُس نے مجھ سے باتیں کیں اور مجھے فرمایا کہ وہ اعلیٰ وجود جس کی پرستش کیلئے تمام نبی بھیجے گئے، مَیں ہوں۔ مَیں اکیلا خالق اور مالک ہوں اور کوئی میرا شریک نہیں۔ اور مَیں پیدا ہونے اور مَرنے سے پاک ہوں"۔ (ضمیمہ رسالہ جہاد صفحہ ۸)

ایک اَور مقام پر آپؑ فرماتے ہیں:-

"اُس قادر اور سچے اور کامل خدا کو ہماری رُوح اور ہمارے ذرّہ ذرّہ وجود کا سجدہ کرتا ہے جس کے ہاتھ سے ہر ایک رُوح اور ہر ایک ذرّہ مخلوقات کا مع اپنی تمام قویٰ کے ظہور پذیر ہوا۔ اور جس کے وجود سے ہر ایک وجود قائم ہے اور کوئی چیز نہ اُس کے علم سے باہر ہے اور نہ اُس کے تصرّف سے۔ نہ اُس کے خلق سے۔ اور ہزاروں درود اور سلام اور رحمتیں اور برکتیں اُس پاک نبی محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوں جس کے ذریعے سے ہم نے وہ زندہ خدا پایا جو آپ کلام کر کے اپنی ہستی کا آپ ہمیں نشان دیتا ہے اور آپ فوق العادت نشان دکھلا کر اپنی قدیم اور کامل طاقتوں اور قوتوں کا ہم کو چمکنے والا چہرہ دکھاتا ہے۔ سو ہمنے ایسے رسول کو پایا جس نے خدا کو ہمیں دکھلایا۔ اور ایسے خدا کو پایا جس نے اپنی کامل طاقت سے ہر ایک چیز کو بنایا۔ اُس کی قدرت کیا ہی عظمت اپنے اندر رکھتی ہے جس کے بغیر کسی چیز نے نقش وجود نہیں پکڑا اور جس کے سہارے کے بغیر کوئی چیز قائم نہیں رہ سکتی۔ وہ ہمارا سچا خدا بے شمار برکتوں والا ہے اور بے شمار قدرتوں والا اور بے شمار حُسن والا، احسان والا اُس کے سوا کوئی اَور خدا نہیں"۔ (نسیم دعوت صفحہ ۳)

اب سوال یہ ہے کہ اُس زندہ خدا کو ہم کس طرح دیکھ سکتے ہیں۔ کس طرح پہچان سکتے ہیں۔ تا کہ اُس سے تعلق قائم کرنے، اُس سے اپنی حاجت براری کی التجا کرنے اور اُس سے محبت کرنے کی خواہش اور تمنا دل میں موجیں مارنے لگے۔ قرآن کریم اس بارے میں یہ راہنمائی فرماتا ہے کہ

لَاتُدْرِکُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ یُدْرِکُ الْاَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِیْفُ الْخَبِیْرُ (سورہ انعام آیت ۱۰۴)

ہماری نظریں اُس تک نہیں پہنچ سکتیں لیکن وہ زندہ خدا اپنی قادرانہ تجلّیات کے ذریعے ہم پر جلوہ گر ہوتا ہے اور اس طرح انسان کو خدا کی رؤیت حاصل ہوتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کیا خوب فرماتے ہیں۔

قُدرت سے اپنی ذات کا دیتا ہے حق ثبوت
اُس بے نشاں کی چہرہ نمائی یہی تو ہے
جس بات کو کہے کہ کروں گا مَیں یہ ضرور
ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے

اِس دعویٰ کے ثبوت میں اب میں آپ کے سامنے چند واقعات پیش کرتا ہوں:

۱- آج سے چار ہزار سال پہلے کی بات ہے کہ خدا کے ایک بزرگ پیغمبر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی پیاری بیوی اور اپنے اکلوتے شیر خوار بیٹے کو خدا کے حکم پر ایسے ریتیلے صحراء میں چھوڑ دیا جہاں دُور دُور تک نہ پانی تھا نہ کوئی سایہ دار درخت تھا۔ ایک تھیلی کھجور کی اور ایک مشکیزہ پانی کا حضرت ہاجرہ اور حضرت اسمٰعیل کے پاس رکھ کے رخصت ہونے لگے تو حضرت ہاجرہ آپ کے پیچھے دوڑتی ہوئی چلانے لگیں کہ آپ کس کے سہارے اس بے آب و گیاہ میدان میں مجھے اور اپنے اِس ننھے بیٹے کو چھوڑے جا رہے ہیں تب حضرت ابراہیم علیہ السلام جُدائی کے صدمہ سے پیچھے مُڑ کر تو نہ دیکھ سکے البتہ صرف ہاتھ کے اشارے سے بتا دیا کہ کسی ظلم اور زیادتی کے خیال سے تمہیں اِس طرح چھوڑ کر نہیں جا رہا ہوں بلکہ خدا کے حکم سے ایسا کر رہا ہوں اِس پر حضرت ہاجرہ نے برجستہ یہ کہا کہ:

اِذًا لَّا یُضَیِّعُنَا اللّٰهُ کہ اگر یہ بات ہے تو پھر خدا ہمیں ہرگز ضائع نہیں کرے گا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اُس موقع پر خدائے قادر وحیّ و قیوم سے یہ دُعائیں مانگی تھیں کہ اَے خدا! مَیں نے اپنے عیال کو اِس وادیٔ غیر ذی زرع میں تیرے عزت والے گھر کے پاس چھوڑ دیا ہے جس کا مقصد صرف یہ ہے کہ یہاں عمدگی کے ساتھ نماز ادا کریں اور پھر ان کی پیروی میں یہاں عبادت گزار بندوں کی ایک جماعت قائم ہو جائے جو ہمیشہ تیرے گھر کو آباد کرنے والے ہوں۔ پس تُو ایسا کر کہ لوگوں کے دل ان کی طرف جھکا دے اور انہیں مختلف پھلوں سے رزق عطا فرماتا رہ تا کہ وہ ہمیشہ تیرا شکر کرتے رہیں۔ (سورہ ابراہیم آیت ۳۸)

اب دیکھیں کس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے مکّہ کی سرزمین میں اپنے مقدس گھر بیت اللہ کے پاس جہاں حضرت اسمٰعیل علیہ السلام پیاس کی شدّت سے ایڑھیاں رگڑ رہے تھے، میٹھے پانی کا چشمہ جاری فرما دیا جو آبِ زمزم

کے نام سے چار ہزار سال سے جاری ہے۔ اور پھر ہر طرح کے پھلوں اور دنیاوی نعمتوں سے وہاں کے باشندے فیضیاب ہورہے ہیں اور ہر سال ساری دنیا سے لاکھوں کی تعداد میں حج اور عمرہ کی عبادت بجالانے کیلئے مسلمان وہاں اکٹھے ہوتے ہیں۔ اگران بزرگ ہستیوں کو زندہ خدا کی ذات پر یقین نہ ہوتا تو ممکن ہی نہ تھا کہ حضرت ابراہیم اپنی چہیتی بیوی اور اکلوتے بیٹے کو تنہا اِس طرح جنگل بیابان میں چھوڑ دیتے اور ایک عورت اپنے شیر خوار بچے کو لیکر تنہا اِس بے آب و گیاہ جنگل میں رہ پڑتی۔

پس یہ زندہ خدا کی زندہ تجلّی کا کتنا عظیم نشان ہے جو خدا نے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت ہاجرہ اور حضرت اسمٰعیل علیھم السلام کی قربانی کے ذریعے ظاہر فرمایا۔ اور صرف یہی نہیں بلکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دُعاؤں اور اس خاندان کی قربانی کو قبول فرماتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی نسل سے خاتم الانبیاء حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک و مسعود وجود کو پیدا فرمایا۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اِس امر کا اظہار فرمایا تھا کہ اَنَا دَعْوَةُ اَبِیْ اِبْرَاهِیْم کہ مَیں اپنے باپ ابراہیم کی دُعاؤں کا ثمرہ ہوں۔

۳- اسی طرح آج سے قریباً ساڑھے تین ہزار سال پہلے کی بات ہے جب مصر کے بادشاہ جو فرعون کے لقب سے مشہور تھے، بنی اسرائیل پر بہت ظلم و ستم ڈھا رہے تھے حتّی کہ ان کی نسل کو ختم کرنے کیلئے انہوں نے یہ اعلان کر رکھا تھا کہ آئندہ کسی بنی اسرائیل کے گھر کوئی لڑکا پیدا ہو تو اس کو فوراً ہلاک کر دیا جائے اور لڑکی ہو تو بے شک زندہ رہنے دیا جائے۔ اُس ظالمانہ دَور میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ولادت ہوئی۔ آپ کی والدہ بیحد فکر مند تھیں کہ اب فرعون کے سپاہی آکر میرے اِس بچے کو چھین کر لے جائیں گے اور قتل کر دیں گے۔ تب وہ زندہ خدا جو ہمیشہ بے بس اور مظلوم بندوں کی مدد فرماتا ہے، حضرت موسیٰ کی والدہ کو اُس نے اس طرح تسلّی دی اور یہ ترکیب بتائی کہ جب تجھے اس کی جان کے متعلق خطرہ محسوس ہو تو بے خوف ہو کر اِس بچے کو ایک ٹوکرے میں ڈال کر دریا میں بہادے اور یہ غم نہ کر کہ یہ دریا میں ڈوب کر مَر جائے گا۔ نہیں، بلکہ ہم تجھے وعدہ دیتے ہیں کہ ہم اس کی حفاظت کریں گے اور اس کو دوبارہ تیرے پاس لوٹا دیں گے اور اس کو رسولوں میں سے ایک رسول بنائیں گے۔

یہاں یہ بات سوچنے اور غور کرنے سے تعلق رکھتی ہے کہ اگر حضرت موسیٰ کی ماں کو کسی زندہ خدا کی ذات پر یقین نہ ہوتا تو یہ ممکن ہی نہ تھا کہ وہ اپنے ہاتھ سے اپنے جگر کے ٹکڑے اور اپنے پیارے شیر خوار بچے کو ٹوکرے میں ڈالکر دریا میں بہادیتی۔ بے شک سپاہی چھین لے جاتے لیکن کوئی ماں جیتے جی اپنے ہاتھ سے اپنے بچے کو دریا بُرد نہیں کر سکتی۔ لیکن چونکہ حضرت موسیٰ کی ماں کو زندہ خدا کی ذات پر اور اُس کے وعدوں پر کامل یقین تھا اس لئے اُس نے بے خوف و خطر اپنے لختِ جگر کو ٹوکرے میں بند کر کے دریا میں ڈال دیا۔ البتہ ساتھ ہی یہ تدبیر بھی کی کہ اپنی بیٹی کو کہا کہ اجنبی کی طرح احتیاط سے دریا کے کنارے کنارے چلتی رہنا اور دیکھتی رہنا کہ یہ ٹوکرا کہاں جا کر لگتا ہے اور کون اس کو اُٹھاتا ہے۔ اب دیکھیں خدا کی قدرت کیا کرشمہ دکھاتی ہے تھوڑی ہی دُور جا کر ٹوکرا کنارے لگا تو فرعون مصر ہی کی ایک عورت نے اِس ٹوکرے کو پکڑا اور اس میں ایک خوبصورت بچے کو دیکھا تو خوشی خوشی اسے گھر لے گئی۔ کہا جاتا ہے کہ یہ فرعون کی بیٹی تھی اُس نے اپنے باپ کو راضی کر کے اس بچے کو لاوارث سمجھ کر گود لے لیا۔ لیکن بچہ مسلسل روتا چلا جاتا تھا کئی دودھ پلانے والیوں کو بلایا گیا لیکن بچے نے کسی کا دودھ نہ پکڑا تب حضرت موسیٰ کی بہن جو ایک اجنبی کی طرح چھُپ کر یہ تمام نظارہ دیکھ رہی تھی، بالآخر آگے بڑھ کر یہ پیشکش کر دی کہ میرے علم میں ایک عورت ہے جو اس کو دودھ پلا سکتی ہے۔ اس طرح ایک اجنبی کی صورت میں حضرت موسیٰ کی ماں کو بُلوایا گیا اور خدائے قادر کی تدبیر سے جلد ہی بے قرار ماں کی گود میں اُس کا بچہ جیتا جاگتا آگیا۔ پھر اُسی دُشمن کے گھر میں بڑی حفاظت کے ساتھ اور ناز و نعم میں حضرت موسیٰ پلے بڑھے اور جوان ہوئے اور بالآخر اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسالت کی منصب پر فائز فرمائے گئے۔ قرآن کریم کی سورۂ قصص کے پہلے رکوع اور دیگر مقامات پر یہ دلچسپ اور ایمان افروز واقعہ بڑی تفصیل کے ساتھ بیان ہوا ہے جو اِس بات کا ایک چمکتا اور روشن نشان ہے کہ

قدرت سے اپنی ذات کا دیتا ہے حق ثبوت
اُس بے نشاں کی چہرہ نمائی یہی تو ہے

۴- اللہ کے ایک اَور بزرگ نبی حضرت زکریا علیہ السلام کی قبولیتِ دُعا کا واقعہ بھی زندہ خدا کی زندہ تجلّی کا ایک زبردست ثبوت ہے۔ حضرت زکریا کے ہاں کوئی اولاد نہ تھی اور نوبت یہاں تک پہنچ چکی تھی کہ بڑھاپے کی وجہ سے سر کا ایک ایک بال سفید ہو چکا تھا اور پٹھوں کا تو ذکر ہی کیا آپ کی ہڈیاں بھی بالکل کمزور ہو چکی تھیں اور دوسری طرف ان کی بیوی بانجھ تھی۔ اولاد پیدا کرنے کی ان میں صلاحیت ہی نہیں تھی۔ لیکن حضرت زکریا علیہ السلام نے خدائے قادرِ مطلق سے عرض کی کہ اَے خدا! اِس صورتحال میں بھی مَیں تیری رحمت اور قدرت سے مایوس نہیں ہوں اور مَیں کبھی بھی تجھ سے دُعائیں مانگنے کی وجہ سے ناکام و نامراد نہیں رہا اور اِس دُعا سے میرا مقصد اپنی آئندہ نسل کا سلسلہ محض دنیاوی اغراض کے تحت جاری رکھنا نہیں ہے بلکہ میری دلی خواہش یہ ہے کہ تو مجھے ایسا صالح بیٹا عطا فرما جو آلِ یعقوب کے دین اور تقویٰ کا وارث ہو اور پھر ذاتی طور پر بھی تیرا پسندیدہ وجود بننے والا ہو۔

اب دیکھنے والی بات یہ ہے کہ اِس دُعا کا نتیجہ کیا نکلا۔ طبّی نقطہ نگاہ سے اور عام قانونِ قدرت کے لحاظ سے تو حضرت زکریا کے ہاں اولاد کا پیدا ہونا ممکن ہی نہیں تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ کا یہ کرشمہ دنیا کو دکھایا کہ اِس بوڑھے اور بانجھ جوڑے کو ایک ایسا بیٹا عطا فرمایا جس کا الہام الٰہی کے ذریعے یہی نام رکھا گیا یعنی زندہ رہنے والا۔ چنانچہ وہ بیٹا پیدا ہوا اور جوان ہوا اور نیک و صالح بنا اور بالآخر خدا کا پیغمبر بنا۔ قرآن کریم کی سورہ مریم میں یہ واقعہ مذکور ہے۔ پس یہ کتنی سچی بات ہے کہ

قدرت سے اپنی ذات کا دیتا ہے حق ثبوت
اُس بے نشاں کی چہرہ نمائی یہی تو ہے

۵- حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ذات بھی زندہ خدا کی زندہ اور قادرانہ تجلیّات کی مظہر ہے۔ ابھی آپ کے دعویٰ رسالت کا اعلان ہی ہوا تھا کہ یہود کے بڑے بڑے علماء آپ کی مخالفت پر کمربستہ ہوگئے اور نہ صرف آپ کو ماننے سے انکاری ہوئے بلکہ آپ کو جھوٹا اور راندہ درگاہِ الٰہی ثابت کرنے کیلئے صلیب پر چڑھا کر جان سے مارنے کی کوشش کی۔ تب خدا کے اِس مظلوم بندے نے خدا کے حضور متضرعانہ دُعائیں کیں اور "ایلی ایلی لما سبقتانی" کہ اَے میرے خدا اَے میرے خدا تو نے مجھے کیوں اکیلا چھوڑ دیا کی فریاد کرتے ہوئے عاجزانہ التجا کی کہ "اَے خدا ہو سکے تو یہ پیالہ مجھ سے ٹال دے" اور انجیل ہی میں لکھا ہے کہ "تب اُس کی بے قراری کے سبب اُس کی دُعا سُنی گئی"۔ چنانچہ قرآن کریم اور بائیبل اور تاریخی شواہد سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ خدائے سمیع و بصیر اور علیم و قدیر نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے صلیب سے زندہ اُتارے جانے اور زخموں کے علاج کے بعد یروشلم سے ہجرت کر جانے اور افغانستان اور تبت کے راستے وادی کشمیر میں آکر بنی اسرائیل کے گمشدہ اور منتشر قبائل میں اپنی رسالت کے مقصد کو پورا کر کے کامیاب و بامراد زندگی گزارنے کے سامان فرمائے۔ اور اِس کے بعد طبعی وفات دیکر یہودیوں کو اُن کے ناپاک منصوبے میں ناکام و نامراد کر کے اپنی قدرت اور اپنی تائید و نصرت کا چمکتا اور روشن نشان دنیا کو عطا فرمایا۔ لیکن افسوس کہ عیسائیوں اور مسلمانوں نے اس عظیم نشانِ قدرت سے فائدہ اُٹھانے کی بجائے نقصان اُٹھایا ہے چنانچہ عیسائی حضرات خواہ مخواہ حضرت عیسیٰ کو تین دن کی لعنت کا طوق پہناتے ہیں اور مسلمان قرآنی تعلیمات کے برخلاف انہیں آسمان پر زندہ خیال کر کے خدا کا شریک ٹھہراتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت نصیب فرمائے۔

۶- ہمارے آقا و مطاع حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک وجود تو پیدائش سے لے کر وصال تک بلکہ آج تک اور رہتی دنیا تک زندہ خدا کی زندہ ہستی کا ثبوت مہیا کرتا رہا ہے اور کرتا رہے گا۔ صرف، چند واقعات وقت کی رعایت سے پیش کرتا ہوں۔

☆- ایک مرتبہ یہودیوں نے ایران کے بادشاہ خسرو پرویز کے پاس یہ شکایت کی کہ عرب میں ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے اس کے ذریعے عرب میں ایک نئی حکومت بن رہی ہے جو آپ کے لئے بعد میں پریشانی کا موجب ہوگی۔ بادشاہ نے یمن کے گورنر باذان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی گرفتاری کا حکم دیا۔ چنانچہ یمن کے گورنر نے اپنے دو آدمی اِس غرض سے بھجوائے۔ اُنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ حکم سُنا کر ساتھ چلنے پر زور دیا۔ آپؐ نے فرمایا ٹھہرو۔ مَیں اللہ تعالیٰ سے دُعا کرلوں۔ دوسرے دن وہ پھر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپؐ نے فرمایا ابھی کچھ اَور ٹھہرو مَیں دُعا کر رہا ہوں۔ چوتھے روز آپؐ نے فرمایا اب تم واپس جاؤ اور اپنے گورنر سے کہہ دو کہ میرے خدا نے تمہارے خدا کو آج مار ڈالا ہے۔ انہوں نے کہا۔ ایک بار پھر سوچ لیجئے اِس کا نتیجہ آپ کیلئے اور ملک عرب کیلئے اچھا نہیں ہوگا۔ آپؐ نے پھر یہی فرمایا کہ جاؤ مَیں نے جو کچھ کہا ہے اپنے گورنر کو سنادو۔ اِس پر وہ دونوں واپس چلے گئے اور اپنے گورنر کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب سنا دیا۔ گورنر سمجھدار اور متحمل انسان تھا اُس نے یہ سُن کر کہا ٹھیک ہے چند روز ہم انتظار کرتے ہیں۔ اگر ان کی خبر سچی ثابت ہوگی تو پھر وہ واقعی اللہ کا سچا نبی ہے۔

چند دن بعد بندرگاہ پر ایک جہاز اُترا اور ایک سفیر گورنر کے پاس آیا اور ایک شاہی مکتوب دیا جس پر مہر کسی اور بادشاہ کی معلوم ہوتی تھی۔ گورنر کو احساس ہوا کہ عرب کے نبی کی بات سچی معلوم ہوتی ہے۔ جب اُس نے خط کھولا تو وہ خسرو پرویز کے بیٹے شیرویہ کا خط تھا جس میں لکھا تھا کہ ہمارا باپ سخت ظالم تھا آخر اُس کے ظلموں کی وجہ سے ہم نے اُسے قتل کر دیا ہے اب ہم خود بادشاہ ہیں۔ تم ہمارے نام پر سب لوگوں سے اطاعت کا عہد لو۔ اس کے بعد لکھا تھا کہ ہمارے باپ نے جو ظالمانہ احکام دیئے تھے اُن میں سے ایک حکم عرب کے مدعیٔ نبوت کی گرفتاری کے متعلق بھی تھا۔ ہم اس حکم کو بھی منسوخ کرتے ہیں اب اس کی تعمیل کی ضرورت نہیں۔ اور جب گورنر نے تاریخ دیکھی تو وہی تاریخ تھی جب حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ہمارے خدا نے تمہارے خدا کو آج رات مار ڈالا ہے۔

خدا تعالیٰ کی اِس قہری تجلّی کے اِس ایمان افروز واقعہ کا یمن کے گورنر باذان کے دل پر اتنا اثر ہوا کہ اُسی وقت وہ خود بھی اور اُس کے کئی ساتھی اسلام لے آئے اور اُس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنے اسلام کی اطلاع بھی عرض کر دی تھی۔

سامعین کرام! سیدنا حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم جب مبعوث ہوئے تو

ملکِ عرب شرک اور بُت پرستی کا گڑھ تھا۔ خدا کے پہلے گھر خانہ کعبہ میں ۳۶۰ بُت رکھے ہوئے تھے اور روزانہ ایک بُت کی پرستش کی جاتی تھی۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنہیں ایک خدا کی عبادت کی تعلیم دی تو اُنہوں نے سخت حیران ہو کر کہا اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا کہ ۳۶۰ بتوں کی جگہ تم صرف ایک خدا کی عبادت کی تعلیم دیتے ہو اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ یہ تو بڑی ہی عجیب بات ہے۔ چنانچہ توحید کے پرستاروں کی سخت مخالفت شروع ہوئی۔ اور پھر تلوار کے زور سے توحید کے پیغام کو دنیا سے مٹانے کی کوشش کی گئی۔ تب خدا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دفاع کا حکم دیا۔ جس کے نتیجے میں مسلمانوں کو کئی جنگیں لڑنا پڑیں۔ لیکن چونکہ یہ خالصۃً مذہبی اور دفاعی نوعیت کی جنگیں تھیں اور محض خدا کے حکم اور خدا کی طرف سے مدد اور نصرت کے وعدوں کی بناء پر لڑی گئی تھیں اسلئے ہر ایک جنگ خدائے ذوالجلال کی قادرانہ تجلّیات کی آئینہ دار تھی۔ ایک جنگ میں یہ نشان ظاہر ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک مٹھی ریت نے مخالفین کے لشکر پر آندھی اور طوفان کے جھکڑ چلا دیئے۔ ایک جنگ میں خدا کی قدرت کا یہ نشان ظاہر ہوا کہ تھوڑے سے کھانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعا سے اس قدر برکت پڑی کہ چند آدمیوں کا کھانا کئی سَو افراد نے سیر ہو کر کھایا۔ ایک جنگ میں خدا کی رحمت کا یہ کرشمہ ظاہر ہوا کہ تھوڑا سا پانی ایک بڑے لشکر کی سیرابی کا باعث بن گیا اور یوں لگتا تھا کہ گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُنگلیوں سے جو کہ پانی کے برتن میں آپ نے ڈال رکھی تھیں، پانی کے سوتے پھوٹ رہے ہیں۔ سبحان اللہ وبحمدہ سُبحان اللهِ العظیم اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی محمدٍ واٰلِ محمدٍ

اب مَیں آپ کو جنگِ خندق کے دوران ایک عظیم الشان پیشگوئی کے رنگ میں ظاہر ہونے والا ایمان افروز واقعہ سناتا ہوں۔

۵ ہجری میں عرب کے تمام قبائل نے مسلمانوں کے خلاف متحد ہو کر مدینہ پر چڑھائی کرنے کے لئے ایک بڑا لشکر تیار کر لیا۔ اس کی اطلاع ملنے پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمان فارسیؓ کے مشورہ پر مدینہ کی حفاظت کی غرض سے خندق کی کھدائی شروع کروا دی۔ مسلمانوں کی حالت یہ تھی کہ بھوک کی شدت اور تکلیف سے بچنے کیلئے پیٹ کے ساتھ پتھر باندھے ہوئے تھے حتیٰ کہ خود ہمارے آقا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنے پیٹ کے ساتھ دو پتھر باندھے ہوئے تھے۔ جب خندق کھودی جا رہی تھی تو ایک ایسا پتھر نکل آیا جو کسی طرح صحابہؓ سے ٹوٹتا نہیں تھا۔ صحابہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا تو آپ خود موقع پر تشریف لے گئے۔ اپنے ہاتھ میں کُدال پکڑا اور زور سے اُس پتھر پر مارا۔ کُدال کی ضرب سے اس پتھر میں سے روشنی نکلی۔ آپ نے فرمایا اللہُ اکبر۔ پھر دوبارہ آپؐ نے کدال مارا تو پھر روشنی نکلی پھر آپ نے فرمایا اللہ اکبر پھر آپ نے تیسری دفعہ کدال مارا اور پھر پتھر سے روشنی نکلی اور ساتھ ہی پتھر ٹوٹ گیا اس موقعہ پر پھر آپؐ نے فرمایا اللہ اکبر صحابہؓ نے آپ سے پوچھا کہ یا رسول اللہ آپؐ نے تین دفعہ اللہ اکبر کا نعرہ بلند کیا اس کی کیا وجہ ہے۔ آپؐ نے فرمایا پتھر پر کدال پڑنے سے تین دفعہ جو روشنی نکلی تو تینوں دفعہ خدا نے مجھے اسلام کی آئندہ ترقیات کا نقشہ دکھایا۔ پہلی دفعہ کی روشنی میں مملکتِ قیصر کے شام کے محلات دکھائے گئے اور رومی حکومت کی کنجیاں مجھے دی گئیں۔ دوسری دفعہ کی روشنی میں مدائن کے سفید محلات مجھے دکھائے گئے اور مملکتِ فارس کی کنجیاں مجھے دی گئیں۔ تیسری دفعہ کی روشنی میں صنعاء کے دروازے مجھے دکھلائے گئے اور مملکتِ یمن کی کنجیاں مجھے دی گئیں۔ اس پر مَیں نے ہر دفعہ خدا کی تکبیر بلند کی۔ پس تم خدا کے وعدوں پر یقین رکھو کہ یہ ایک دن ضرور پورے ہو کر رہیں گے۔

سامعین کرام! دُنیا گواہ ہے کہ اس انتہائی کمزور اور کسمپرسی کے زمانے میں خدا کی طرف سے دیئے گئے یہ عظیم وعدے بہت جلد مسلمانوں کے حق میں پورے ہو گئے اور انہیں قیصر روم کی سلطنت پر بھی غلبہ نصیب ہوا اور کسریٰ ایران کی حکومت پر بھی غلبہ عطا ہوا اور ملک یمن بھی انہیں عطا ہوا اور صنعاء کے دروازے بھی ان کیلئے کھولے گئے۔

پس زندہ ہے وہ قادرِ مطلق خدا جس نے اپنے رسولؐ سے کئے گئے وعدے پورے کئے اور زندہ اور سچا ہے وہ رسولؐ جس کے ذریعے یہ پیش خبریاں پوری ہوئیں۔

سبحان الله وبحمده سُبحان الله العظیم اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی محمدٍ واٰلِ محمدٍ

باقی

کوڈالی میں مجلس انصار اللہ کیرلہ کے چوتھے صوبائی اجتماع کا کامیاب انعقاد

☆- محترم صدر صاحب مجلس انصار اللہ بھارت و مرکزی نمائندگان کی شرکت ☆- ۴۰ مجالس سے ۴۸۰ نمائندگان کی شمولیت

☆- علماء کرام کی بصیرت افروز تقاریر ☆- علمی اور ورزشی مقابلہ جات کے علاوہ مجلس سوال وجواب کا انعقاد

بفضلہٖ تعالیٰ مجلس انصار اللہ کیرلہ کا چوتھا صوبائی اجتماع بمقام کوڈالی ۱۲-۱۳ فروری ۲۰۰۰ء بروز ہفتہ، اتوار منعقد ہوا۔

پہلا روز افتتاحی اجلاس

مورخہ ۱۲-۲-۲۰۰۰ صبح ۱۰:۴۵ بجے محترم بی ایم کویا صاحب ناظم صوبائی مجلس انصار اللہ کیرلہ کی زیر صدارت محترم سی منیر احمد صاحب آف کوڈالی کی تلاوت کلام پاک اور ترجمہ سے اجتماع شروع ہوا۔ اس کے بعد محترم ناظم صاحب نے عہد انصار اللہ دہرایا۔ محترم بی ایم عبداللہ صاحب صدر اجتماع کمیٹی نے استقبالیہ تقریر کی۔ بعدہٗ محترم مولانا محمد کریم الدین صاحب شاہد صدر مجلس انصار اللہ بھارت نے افتتاحی خطاب فرمایا۔

محترم مولانا صاحب نے آیات قرآن کریم، احادیث نبوی، ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور ارشادات خلفا کرام کی روشنی میں انصار اللہ کی مختلف ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔

نیز آپ نے حضور انور ایدہ اللہ کی تحریک دعوت الی اللہ میں حصہ لینے کی نصیحت فرمائی۔

بعدہٗ محترم بی ایم کویا صاحب ناظم صوبائی مجلس انصار اللہ نے صدارتی خطاب فرمایا۔ اس کے بعد صوبائی امیر محترم اے پی کنجا مو صاحب نے مجلس انصار اللہ کیرلہ کا ترجمان رسالہ "ستیہ مترم" (Sathya Mitram) اور محترم کویا صاحب کی تصنیف "راہ مومنین" (Sathyathinte Patha) کی ایک ایک کاپی محترم صدر صاحب مجلس انصار اللہ بھارت کو دیکر رسم اجرائی ادا کی۔ محترم بی محمود احمد صاحب سکرٹری اشاعت صوبائی امارت کیرلہ نے رسالہ اور کتاب کا تعارف کرایا۔ رسالہ ھذا مجلس انصار اللہ کیرالہ کا واحد اور پہلا ترجمان ہے۔

اس کے بعد محترم مولانا محمد عمر صاحب مبلغ انچارج کیرلہ نے بعنوان "نئی صدی میں جماعت احمدیہ کا عالمگیر غلبہ" خطاب فرمایا۔ اجتماعی دُعا کے ساتھ افتتاحی اجلاس اختتام پزیر ہوا۔

پہلا تربیتی اجلاس

نماز ظہر وعصر اور طعام کے بعد ٹھیک ۳ بجے اجتماع کا پہلا تربیتی اجلاس محترم بی عبدالجلیل صاحب امیر مقامی کروناگاپلی کی زیر صدارت شروع ہوا۔ بعدہٗ محترم ایم عبدالرحمٰن صاحب آف کیننور جرنلسٹ، محترم مولوی ایم ناصر احمد صاحب مبلغ سلسلہ کوچین، محترم مولوی ایم کے عبدالرحیم صاحب معلم وقف جدید بیرون، محترم ڈاکٹر شریف احمد صاحب زعیم انصار اللہ کروناگاپلی محترم سی ایچ عبدالشکور صاحب زعیم انصار اللہ پینگاڈی نے مختلف عناوین کے تحت تقاریر کیں۔

نماز مغرب وعشاء کے بعد محترم سی مبارک احمد صاحب صدر جماعت کوڈالی کی زیر صدارت مجلس سوال وجواب منعقد ہوئی۔ احباب کی طرف سے کئے گئے مختلف سوالات کے محترم مولوی ایم علی کنجو صاحب فاضل، محترم مولوی ایم ظفر احمد صاحب فاضل محترم مولوی کے عبدالسلام صاحب معلم وقف جدید اندرون نے جوابات دیئے۔

دوسرا دن

محترم مولانا محمد کریم الدین صاحب شاہد نے نماز تہجد پڑھائی۔ نماز فجر کے بعد محترم مولوی ٹی ایم محمد صاحب مبلغ سلسلہ نے درس دیا۔ آپ کا عنوان تھا "دعوت الی اللہ"۔ اس کے بعد مختلف ورزشی مقابلہ جات ہوئے۔ انصار ممبران نے بہت ذوق شوق سے مقابلہ جات میں حصہ لیا۔

دوسرا تربیتی اجلاس

صبح ۱۰ بجے محترم ڈاکٹر بی منصور احمد صاحب صوبائی جنرل سیکریٹری کی زیر صدارت اجتماع کا دوسرا تربیتی اجلاس منعقد ہوا۔ محترم ٹی کے محمود احمد صاحب سیکرٹری امور عامہ صوبائی نے قرآن کریم کی تلاوت کی اور ترجمہ سنایا۔ محترم یو منصور احمد صاحب نے استقبالیہ تقریر کی۔ بعدہٗ محترم مولوی محمد اسماعیل صاحب الپی، محترم مولوی کے محمود احمد صاحب اور محترم محمد اُنی معلم وقفِ جدید بیرون نے علی الترتیب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت اور تعلیمات، خلافت کی اہمیت، احمدیت یعنی حقیقی اسلام کے عناوین پر تقاریر کیں۔

اختتامی اجلاس

محترم بی ایم کویا صاحب ناظم انصار اللہ صوبائی کی زیر صدارت اختتامی اجلاس کا آغاز ہوا۔ محترم صدر صاحب مجلس انصار اللہ بھارت نے انعامات اور امداد تقسیم کئے۔ سابق مبلغین کرام، محترم مولانا محمد علوی صاحب فاضل، محترم مولانا سی بی عالی کوئی صاحب کے اعزاز میں صوبائی نظامت کی طرف سے تحفے پیش کئے گئے۔

اس کے بعد محترم مولانا محمد کریم الدین صاحب شاہد صدر مجلس انصار اللہ بھارت، محترم مولانا جلال الدین صاحب نیر ناظر بیت المال آمد قادیان، محترم اے پی کنجا مو صاحب امیر صوبائی کیرلہ، محترم مولانا محمد عمر صاحب مبلغ انچارج کیرلہ اور خاکسار کی تقاریر ہوئیں۔ محترم بی محمود احمد صاحب نے اجتماع کا جائزہ پیش کیا۔ محترم سی ایم حسن صاحب (کنوینر اجتماع کمیٹی) نے شکریہ ادا کیا۔

اجتماعی دعا کے ساتھ دو روزہ مجلس انصار اللہ کیرلہ کا چوتھا صوبائی اجتماع بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔ ۴۰ مجالس کے ۴۸۰ نمائندگان نے اس اجتماع میں شرکت کی۔

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ انصار اللہ کیرلہ کو کماحقہٗ شاہِ راہ غلبہ اسلام پر گامزن ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(رپورٹ مرتبہ: شمس الدین کاواشیری مبلغ سلسلہ کوڈیاتھور کیرالہ)

① اُتر پردیش کے ضلع ایٹہ کی مسجدوں کو مع امام بم سے اُڑانے کی دھمکی

एटा में मस्जिदें उड़ाने की धमकी

एटा, 10 मार्च, कासं.
ईसाई मिशनरी हत्याकांड के प्रमुख अभियुक्त दारासिंह के साथियों द्वारा दी गई मस्जिदों को उड़ाने की धमकी से यहां सनसनी फैल गई है. बजरंग दल पुलिस बल नाम के संगठन और से एटा में मस्जिदों के इमामों को खुले पत्र भेजे गये हैं जिनमें इमामों से कहा गया है कि वे राम की पूजा करें, वन्दे मातरम् कहें और भारत माता की जय बोलें. अगर ऐसा नहीं करेंगे तो मस्जिदों समेत उन्हें उड़ा दिया जायेगा. इस पत्र पर संगठन के कई कथित सिपाहियों के नाम भी लिखे हैं और पत्र लिखने वालों ने अपने को उड़ीसा के बहुचर्चित ईसाई मिशनरी कांड के प्रमुख अभियुक्त दारा सिंह का साथी बताया है. पत्र की भाषा इस प्रकार है- 'देखो प्यार के साथ सब हिन्दू हो, सब राम की लीला को, वन्दे मातरम कहो, भारत माता की जय बोलो वर्ना मस्जिद के साथ सब उड़ा दिये जाओगे. हम छुपकर वार नहीं करते, लेख या सबूत नहीं छोड़ते.' पत्र में नीचे बजरंग दल पुलिस बल दारा सिंह के साथी लिखा हुआ है.

ایٹہ ۱۰/ مارچ- عیسائی مشنری ہتیا کانڈ کے مشہور ملزم دارا سنگھ کے ساتھیوں کے ذریعہ مسجدوں کو اُڑانے کی دھمکی سے یہاں کھلبلی مچ گئی ہے بجرنگ دل پولیس بل نام کے سنگھٹن کی طرف سے ایٹہ میں مسجدوں کے اماموں کو کھلے خط بھیجے گئے ہیں جن میں اماموں سے کہا گیا ہے کہ وہ رام کی پوجا کریں وندے ماترم کہیں اور بھارت ماتا کی جئے بولیں اگر وہ ایسا نہیں کریں گے تو اُنہیں مع مسجد بم سے اُڑا دیا جائے گا اس خط میں سنگھٹن کے کئی سپاہیوں کے نام بھی لکھے ہیں اور خط بھیجنے والوں نے اپنے کو عیسائی مشنری اور اُس کے دو بیٹوں کو زندہ جلانے والے مشہور ملزم دارا سنگھ کا ساتھی بتایا ہے خط کے الفاظ اس طرح ہیں:

"دیکھو پیار کے ساتھ سب ہندو ہو، سب رام کی لیلا کرو اور وندے ماترم کہو۔ بھارت ماتا کی جئے بولو ورنہ مسجد کے ساتھ سب اُڑا دیئے جاؤ گے ہم چھپ کر وار نہیں کرتے تحریر یا ثبوت نہیں چھوڑتے خط میں بجرنگ دل پولیس بل دارا سنگھ کے ساتھی لکھا ہوا ہے۔(نوبھارت پونا ۱۱/ مارچ ۲۰۰۰ء)

② اعظم گڑھ میں شیعہ سُنی فساد

۲۸/ جنوری کو صوبہ یو-پی کے ضلع اعظم گڑھ قصبہ مبارکپور میں شیعہ و سُنی فرقہ کے مسلمانوں میں ایک نوجوان کے قتل کو لیکر ہوئے زبردست فساد میں چار افراد کی موت ہو گئی وسیع پیانہ پر ہوئے اس فساد کے پیش نظر قصبہ میں کرفیو لگا دیا گیا اسکے علاوہ اُدھر وندے ماترم گیت کو لیکر ہندو مسلمانوں میں بھی مار پیٹ شروع ہو گئی جس نے زبردست فساد کی شکل اختیار کر لی اور دو کانوں و ٹریفک کو لوٹ کر آگ لگا دی گئی اس حادثہ میں کئی افراد شدید طور سے زخمی ہو گئے۔ بمطابق اطلاع ضلع پولیس کپتان حالات پر قابو پانے کیلئے ۶ کمپنیاں R.A.F.-P.A.L. تعینات کر دی گئی ہیں اور سوائے نماز کے کسی کو باہر نکلنے کی اجازت نہیں دی گئی۔(اخبار نوبھارت پونا ۲۹/ جنوری ۲۰۰۰)(مرسلہ عقیل احمد سہارنپوری انچارج معلمین شولاپور سرکل مہاراشٹر)

پیر بابا کے مزار کو لے کر دو مسلمان فرقوں کے درمیان فسادات

جاجپور مورخہ ۲۰۰۰-۳-۵ گزشتہ ۵۰/۴۰ سال پرانے پیر بابا کے مزار پر عبادت کو لے کر دیوبندی اور بریلوی دو مسلمان فرقوں کے درمیان مختلف العقائد کی وجہ سے کشیدگی پیدا ہو گئی۔ تھانہ بنجھارپور میں واقع خان محلّہ کی جامع مسجد کے سامنے گزشتہ دو تاریخ کو فساد برپا ہوا۔ اُس دن شام ساڑھے آٹھ بجے پیر بابا پر چڑھائی ہوئی چادر کو نکال کر پھینک دیا گیا۔ نیز اُسے آگ لگا دی گئی۔ اور مزار کو مسمار کر کے 'کھرسروتا' ندی میں مزار کے ملبے کو پھینک دیا گیا۔ جس کی وجہ سے فساد بھڑک اُٹھا۔ جاجپور شہر اور اُس ضلع کے مختلف علاقوں میں بریلوی اور دیوبندی فرقہ کے مابین کشیدگی پیدا ہو گئی ہے۔ بزور و زبردستی دیوبندیوں نے مسافر بریلویوں کو بسوں سے اُتار کر زدوکوب کیا۔ اور بعض کو روک لیا۔ ہر دو فریق کی طرف سے بنجھارپور تھانہ میں اطلاع دائر کی گئی ہے۔ مسلمانوں کے اِن دو فرقوں کے درمیان مختلف عقائد کا ہونا پولیس اور حکومت کے لئے دردِ سر بنا ہوا ہے۔ امن پھر سے قائم ہونے کیلئے Collector نے شانتی کمیٹی کو ارشاد فرمایا ہے۔(سماج ۶ مارچ ۲۰۰۰ء کٹک اُڑیسہ) مرسلہ شیخ ھارون رشید مبلغ سلسلہ کیرنگ اُڑیسہ)

ہیپے ٹائٹس بی سے ۲ کروڑ موتیں ہر سال ہوتی ہیں

یو این آئی کی ایک خبر کے مطابق مہاراشٹر میں محکمہ صحت اور ملازمین کی ریاستی بیمہ سکیم کے اشتراک سے ۶/۷ لاکھ افراد کو ہیپے ٹائٹس بی کا ٹیکہ لگانے کا ایک پروگرام شروع کیا گیا ہے جس کا افتتاح کل وزیر اعلیٰ ولاس راؤ دیشمکھ نے کیا ہیپے ٹائٹس بی یرقان کی ایک سنگین شکل ہے۔ ہر سال پوری دنیا میں ۲ کروڑ لوگ جگر کے کینسر یا کروسس آف لیور سے مرتے ہیں۔ جن میں ۸۰ فیصد سے زیادہ لوگوں میں ایچ بی کی علامتیں پائی گئی ہیں۔ یہ بیماری خون تھوک پسینہ وغیرہ سے پھیلتی ہیں۔ جس کا کوئی علاج نہیں۔ تاہم ٹیکہ بی سے اس مرض سے بچا جا سکتا ہے۔ جو تین بار لگایا جاتا ہے۔ اور تقریباً پوری طور پر اس مرض میں تحفظ فراہم کرتا ہے۔

جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

★ مورخہ ۲۰۰۰-۳-۱۵ کو مقام ننگلہ گھنو ضلع ایٹہ میں خاکسار کی زیر صدارت جلسہ سیرت النبی کا انعقاد ہوا۔ تلاوت و نظم کے بعد مکرم کلیم اقبال صاحب نے ہندوازم اور اسلام کے مابین موازنہ از روئے وید اور قرآن کے عنوان پر مدلل رنگ میں تقریر فرمائی۔ مکرم ڈاکٹر اسلام صاحب آف ننگلہ گھنو نے تقویٰ کے عنوان پر تقریر فرمائی۔ آخر پر خاکسار نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ اور اسوۂ حسنہ اور اخلاق فاضلہ کا ذکر کرتے ہوئے۔ حضور اکرمؐ کی پیشگوئی کے مطابق آنے والے مہدی و مسیح کی صداقت کو پیش کیا اللہ کے فضل سے بارہ نئی جماعتوں کے کم و بیش تین صد احباب کو اس جلسہ میں مدعو کیا گیا تھا۔ کثیر تعداد میں قرب و جوار کے غیر احمدی افراد اور غیر احمدی عالم بھی تھے ہمارے اس جلسہ میں شریک ہوئے۔ اجلاس رات بارہ بجے تک جاری رہا۔(نذرالاسلام مبلغ انچارج آگرہ منڈل)

★ ۲۷/ فروری کو زیر صدارت مکرم مولانا غلام احمد صاحب قادر مبلغ سلسلہ مسجد احمدیہ بھدرواہ میں بعد نماز ظہر جلسہ سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ جلسہ کا آغاز مکرم خورشید احمد صاحب میر کی تلاوت اور عزیزم اظہار احمد صاحب میر کی نظم خوانی سے ہوا۔

پہلی تقریر مکرم نذیر احمد صاحب منڈاشی صدر جماعت احمدیہ بھدرواہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم داعی الی اللہ کے موضوع پر کی۔ اس کے بعد صدر جلسہ نے احباب جماعت کو تلاوت قرآن کریم کرنے اور اس پر غور کرنے کی طرف خصوصی توجہ دلائی۔ اور دُعا کے ساتھ اجلاس کی کارروائی اختتام پذیر ہوئی۔(نذیر احمد منڈاشی صدر جماعت احمدیہ بھدرواہ)

نماز جنازہ

۶/ اپریل ۲۰۰۰ء کو حضور انور ایدہ اللہ نے درج ذیل تفصیل سے مرحومین کی نماز جنازہ پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر

۱- مکرم محمد شریف صاحب آف ربوہ ناربری (لندن) مخلص، دُعاگو اور موصی تھے -بشیر احمد صاحب اختر سیکرٹری تبلیغ ٹوٹنگ کے چچا تھے)

۲- مکرم محمد طاہر ملک صاحب ابن مکرم ایم حسین ملک صاحب آف ہیرو (یو کے) زندگی کا اکثر حصہ کینیا میں گزارا۔ وہاں بیرسٹر تھے۔ بعمر ۷۳ سال وفات پائی۔)

جنازہ غائب

۱- مکرمہ امۃ الرحیم عطیہ صاحبہ اہلیہ مکرم صوفی مطیع الرحمٰن صاحب بنگالی مرحوم مبلغ سلسلہ امریکہ۔

۲- مکرمہ بشیراں بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم ماسٹر چوہدری چراغ محمد صاحب آف کھارا۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔

۳- مکرمہ منیرہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم چوہدری مقبول احمد صاحب مرحوم آف شیخوپورہ مرحومہ موصیہ تھیں اور محترم چوہدری ناصر محمد سیال صاحبہ کی بہن تھیں۔

۴- مکرم شیخ وحید احمد صاحب شاکر ابن شیخ حمید احمد صاحب

۵- مکرمہ طاہرہ طیبہ صاحبہ اہلیہ مکرم شیخ وحید احمد صاحب

۶- مکرمہ نادیہ بشارت صاحبہ اہلیہ مکرم شیخ وحید احمد صاحب

۷- عزیزہ خولہ طیبہ بنت مکرم شیخ وحید احمد صاحب (بعمر ۱۹ سال)

۸- عزیزم عطاء الواحد ابن مکرم شیخ وحید احمد صاحب (بعمر ۱۳ سال)

۹- عطاء المجیب ابن مکرم شیخ وحید احمد صاحب (بعمر ۱۱ سال)

یہ ساری فیملی ۲۹/ دسمبر ۱۹۹۹ء کو موٹروے پر کلر کہار کے نزدیک بس کے حادثہ میں جان بحق ہو گئی۔

PRIME AUTO PARTS
HOUSE OF GENUINE SPARES
AMBASSADOR
&
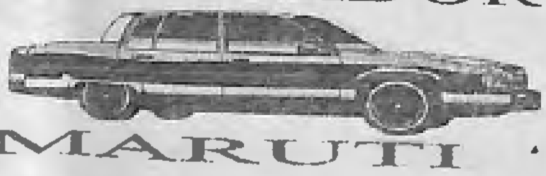
MARUTI
P, 48 PRINCEP STREET
CALCUTTA- 700072 ☎2370509

دُعاؤں کے طالب
محمود احمد بانی
منصور احمد بانی | اسد محمود بانی
کلکتہ
BANI ®
موٹر گاڑیوں کے پرزہ جات
Our Founder:
Late Mian Muhammad Yusuf Bani
(1908 - 1968)
AUTOMOTIVE RUBBER CO.
BANI AUTOMOTIVES | BANI DISTRIBUTORS
5, Sooterkin Street, Calcutta-700 072
☎: SHOWROOM: 237-2185, 236-9893 WAREHOUSE: 343-4006, 343-4137 RESI: 236-2096, 236-4696, 237-8749 FAX NO: 91-33-236-9893

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWS PAPER FOR INDIA AT NO-R.N61/57

Subscription
Annual Rs/- 200
Foreign
By Air : 20 Pound or 40$ U.S.A
: 60 Mark German
By Sea : 10 Pound or 20$ U.S.A

The Weekly BADR

Qadian 143516, Distt. Gurdaspur Punjab ((INDIA)

Vol - 49 Thursday, 4 May 2000 Issue No: 18

☎ (0091) 01872-70757
01872-71702
FAX:(0091) 01872-70105

بقیہ صفحہ: (1 -)

پہلی دُعا بخاری کتاب الدعوات سے آپ نے بیان فرمائی کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے دن میں سو بار یہ کہا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں حکومت اسی کی ہے اور تمام تعریفیں اسی کیلئے ہیں اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اسے دس گردنوں کے آزاد کرنے کے برابر ثواب ملے گا۔ حضور پر نور نے فرمایا کہ گردن آزاد کرنے کے مضمون سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ اور آپ کے عشاق کو غلام آزاد کرنے کا بہت شوق تھا اور مغرب کی طرف سے جو اسلام پر الزام لگایا جاتا ہے وہ بالکل غلط اور بے بنیاد ہے حضور پر نور نے حدیث کا باقی حصہ بیان کرتے ہوئے فرمایا اس کی ایک سو نیکیاں لکھی جائیں گی اور ایک سو برائیاں مٹادی جائیں گی اور اس دن شیطان سے اسے ایک پناہ حاصل ہوگی۔ یہاں تک کہ شام ہو جائے اور کوئی شخص اس سے بہتر اعمال کے ساتھ حاضر نہیں ہوگا جن کے ساتھ یہ حاضر ہوگا سوائے اس کے کہ کوئی شخص اس سے زیادہ عمل بجا لائے" حضور پر نور نے فرمایا کہ "سوائے اس کے" میں میرے نزدیک آنحضرت ﷺ مراد ہیں آپ کا طریق تھا کہ آپ اپناذکر الفاظ میں چھپا کر کیا کرتے تھے۔

دوسری حدیث حضور پر نور نے سنن ابی داؤد کتاب الادب سے بیان کی "حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ مجھے کچھ ایسے کلمات پڑھنے کا حکم دیں کہ میں صبح بھی پڑھوں شام بھی پڑھوں اس پر آنحضور ﷺ نے فرمایا یہ دعا کیا کرو اے اللہ جو زمین و آسمان کو پیدا کرنے والا ہے غیب اور حاضر کو جانتا ہے ہر چیز کا رب اور اس کا مالک ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں میں اپنے نفس کے شر، شیطان کے شر اور اس کی مشرکانہ باتوں کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں جب صبح کرو اس وقت بھی یہ دعا کرو اور جب شام کرو اس وقت بھی اور جب بستر پر لیٹو اس وقت بھی"۔

تیسری حدیث حضور نے ابو داؤد کتاب الادب سے ہی بیان فرمائی "حضرت عبد اللہ بن خبیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا تم سورہ اخلاص اور بعد کی دو سورتیں صبح شام تین بار پڑھا کرو یہ ذکر تجھے ہر چیز سے بے نیاز کر دے گا"۔ حضور پر نور نے فرمایا کہ تین دفعہ کم سے کم ہے جو زیادہ چاہے پڑھ سکتا ہے فرمایا صرف منہ سے نکال دینا کافی نہیں ہوگا بلکہ دل سے اور سوچ سمجھ کر پڑھنا مراد ہے۔

چوتھی حدیث حضور نے مسلم کتاب الذکر والدعا والتوبۃ والاستغفار سے بیان فرمائی "حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب شام ہوتی آنحضرت ﷺ یہ دعا کرتے اے اللہ میں تجھ سے اس رات کی بھلائی مانگتا ہوں اور اس رات کے شر سے اور اس کے بعد کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں اے اللہ میں سستی اور کبر کی برائی سے تیری پناہ مانگتا ہوں اے اللہ میں آگ کے عذاب سے اور قبر کے عذاب سے تیری پناہ مانگتا ہوں"۔ حضور پر نور ایدہ اللہ نے مذکورہ دعا "سستی اور کبر کی برائی سے تیری پناہ مانگتا ہوں" کی تشریح فرمائی نیز قبر کے عذاب کی نہایت ایمان افروز تفسیر بیان فرمائی۔

اگلی حدیث حضور نے بیان فرمائی کہ "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق حضرت حذیفہ بن یمانؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ سونے کیلئے بستر پر تشریف لاتے تو دعا پڑھتے میں تیری نام ہی سے مرتا ہوں اور تیرے نام کے ساتھ ہی زندہ ہوتا ہوں اور جب اٹھتے تو یہ دعا پڑھتے تمام تعریفیں اللہ ہی کیلئے ہیں جس نے ہمیں مارنے کے بعد زندہ کر دیا اور اسی کی طرف ہمارا اٹھایا جانا ہے"۔

چھٹی حدیث حضور پر نور نے بخاری کتاب الدعوات سے بیان فرمائی حضرت براء بن عازبؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا جب تو اپنے بستر کا قصد کرے تو یہ دعا پڑھا کر اے اللہ میں اپنے آپ کو تیرے حوالے کرتا ہوں اور اپنا معاملہ تیرے سپرد کرتا ہوں تیری طرف اپنا رخ کرتا ہوں اور رغبت اور خوف کی حالت میں تیرا ہی سہارا ڈھونڈتا ہوں تیری مشیت کے خلاف کوئی پناہ اور نجات نہیں مل سکتی اس کتاب پر جو تو نے اتاری ہے ایمان لاتا ہوں اور اس نبی پر بھی ایمان لاتا ہوں جسے تو نے بھیجا ہے اس دعا کی حالت میں اگر نیند میں موت بھی واقع ہو جائے تو پھر تو فطرت پر مرے گا"۔

ساتویں حدیث حضور نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی بخاری کتاب الدعوات سے ہی بیان فرمائی کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی اپنے بستر پر آئے تو پہلے لحاف کو اندر کی جانب سے اچھی طرح جھاڑ لے کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ اس کے بعد اس میں کیا چیز آگئی ہے حضور پر نور ایدہ اللہ نے اس حدیث کی مختصر تشریح کی اور رقت بھرے انداز میں فرمایا کہ اس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ آنحضور ﷺ کو اپنی امت کا کس قدر خیال تھا دن رات اگر ہم آپؐ پر درود بھیجیں تو پھر بھی آپ کے احسان کا بدلہ نہیں چکا سکتے۔

اگلی حدیث حضور نے بیان فرمائی کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنن ابن ماجہ کتاب الدعائیں مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم صبح اٹھو تو دعا کرو کہ اے اللہ تیری ہی توفیق سے ہم نے صبح کی اور تیری ہی توفیق سے ہم نے شام کی اور تیرے ذریعہ ہی ہم زندہ رہتے ہیں اور تیرے ذریعہ ہی ہم مرتے ہیں اور تیری طرف ہی زندہ ہونے کے بعد ہمیں اٹھکر آنا ہے اور جب شام ہوتی آپ کہا کرتے تھے اے اللہ ہم نے تیری توفیق کے ساتھ شام کی اور تیری توفیق سے ہم زندگی گذارتے ہیں اور تیرے ذریعہ ہی مرتے ہیں اور تیری طرف ہی واپس لوٹ کر آنا ہے"۔

ایک دوسری حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا کیا کرتے تھے کہ اے اللہ میرے دل میں نور عطا فرما میری آنکھوں میں اور میرے کانوں میں نور عطا فرما میرے دائیں طرف اور میرے بائیں طرف نور عطا فرما میرے اوپر اور میرے نیچے بھی نور عطا فرما میرے آگے بھی نور عطا فرما اور میرے پیچھے بھی اور مجھے نور ہی نور عطا فرمادے۔

حضور پر نور نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجسم نور تھے۔ آنحضرت ﷺ کا نور آپ کے صحابہ کے گھروں میں بھی روشن ہوا ہے اور میں امید رکھتا ہوں اس زمانہ میں بھی آنحضور ﷺ کی برکت سے وہی نور ہم سب میں دوبارہ روشن ہوگا۔

"آنحضرت ﷺ نے یوم قریظہ کے دن حضرت حسان بن ثابتؓ سے بیان فرمایا کہ مشرکین کی ہجو کرو جبرائیل تمہارے ساتھ ہے" حضور پر نور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہاں ان لوگوں کی ہجو کا ذکر ہے جو پہلے ہی خدا اور اس کے پاک بندوں کی ہجو کرتے تھے لہٰذا ان کا ہجو جائز ہے فرمایا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو دشمنوں کی ہجو کی ہے تو اس حدیث کے تابع کی ہے۔

ثبات قدم کے تعلق میں حضور پر نور نے یہ حدیث بیان کی مسند احمد بن حنبل میں یہ روایت ہے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ بیان کرتی ہیں کہ آنحضور ﷺ جب بھی اپنا سر آسمان کی طرف اٹھاتے تو یہ دعا کرتے اے دلوں کو پھیرنے والے میرے دل کو اپنی اطاعت پر قائم رکھ' حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ آنحضور ﷺ جن کو سب سے زیادہ ثبات قدم عطا کیا گیا تھا آپ بھی دعاؤں سے کبھی غافل نہیں ہوئے اور جانتے تھے کہ ثبات قدم اللہ ہی کی طرف سے ملے گا۔

"حضرت ابو موسیٰ اشعری بیان کرتے ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کسی دشمن کے حملے کا ڈر ہوتا تھا تو آپ یہ دعا مانگتے اے اللہ ہم تجھے ان کے سینوں میں کرتے ہیں (یعنی تیرا رعب ان کے سینوں میں بھر جائے) اور ہم ان کے شر سے تیری پناہ چاہتے ہیں"۔

حضور پر نور ایدہ اللہ نے فرمایا یہ بہت ہی ضروری دعا ہے جو آج کل کے حالات میں خصوصاً پاکستان میں جو مظلوم ہیں ان کے حق میں کرنی چاہئے فرمایا میں کبھی بھی اس سے غافل نہیں رہتا اور اس کا بہت اچھا اثر میں نے دیکھا ہے۔

آخر پر حضور پر نور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا درج ذیل اقتباس پڑھ کر اپنا خطاب ختم کیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"انسان کو مشکلات کے وقت اگرچہ اضطراب ہوتا ہے مگر چاہئے کہ توکل کو کبھی ہاتھ سے نہ دے آنحضور ﷺ کو بھی بدر کے موقع پر سخت اضطراب ہوا تھا چنانچہ عرض کرتے تھے یَا رَبِّ اِنْ اَهْلَکْتَ هٰذِهِ الْعِصَابَةَ فَلَنْ تُعْبَدَ فِی الْاَرْضِ اَبَدًا مگر آپ کا اضطراب فقط بشری تقاضا سے تھا کیونکہ دوسری طرف توکل کو آپ نے ہرگز ہاتھ سے نہیں جانے دیا آسمان کی طرف نظر تھی اور یقین تھا کہ خدا تعالیٰ مجھے ہرگز ضائع نہیں کرے گا یاس کو قریب نہیں آنے دیا ایسے اضطرابوں کا آنا تو انسانی اخلاق اور مدارج کی تکمیل کے واسطے ضروری ہے مگر انسان کو چاہئے کہ یاس کو پاس نہ آنے دے کیونکہ یاس تو کفار کی صفت ہے انسان کو طرح طرح کے خیالات اضطراب کا وسوسہ ڈال دیتے ہیں مگر ایمان ان وساوس کو دور کر دیتا ہے بشریت اضطراب خریدتی ہے اور ایمان اس کو دفع کر دیتا ہے"۔

ہاری پاریگام کے تعلیم الاسلام احمدیہ پبلک سکول میں عید ملن پارٹی

۲۰۰۰-۳-۲۴ کو پرنسپل تعلیم الاسلام احمدیہ پبلک سکول نے اپنے سکول میں ایک عید ملن پارٹی کا اہتمام کیا۔ جس میں اور لوگوں کے علاوہ چیرمین سکول ہذا اور صدر جماعت احمدیہ ہاری پاریگام نے بھی شمولیت کی۔ نیز کچھ غیر احمدی دوستوں نے بھی شرکت کی اجلاس میں معزز مہمانوں کا استقبال کرتے ہوئے سکول ہذا کے پرنسپل صاحب نے کہا کہ ایسی مجالس کا اہتمام کرنے سے آپسی بھائی چارہ کو بڑھاوا ملتا ہے اور انشاء اللہ آئندہ بھی ایسی مجالس کا اہتمام ہوتا رہے گا۔ آخر پر چیرمین صاحب سکول ہذا مکرم محمد یوسف صاحب نے بھی ایسی مجالس کے انعقاد کی اِفادیت پر روشنی ڈالی۔ (پبلسٹی سیکرٹری خورشید احمد راتھر)

خریداران مشکوٰۃ کی اطلاع کیلئے

خریداران و قارئین مشکوٰۃ کی خدمت میں گذارش ہے کہ بعض وجوہات کی بناء پر مشکوٰۃ کی اشاعت میں کچھ عرصہ کیلئے تاخیر ہو رہی ہے۔ نمائندگان و قارئین کرام نوٹ فرمالیں۔ (منیجر رسالہ مشکوٰۃ قادیان)